﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۱۰ | جمعۃ المبارک ۱۲؍ستمبر ۲۰۰۳ء | ۱۵؍رجب ۱۴۲۴ہجری قمری ۱۲؍تبوک ۱۳۸۲ہجری شمسی | شمارہ ۳۷

شفیق باپ

حضرت جابر بن سمرہؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ جب حضور گھر کی طرف جانے لگے تو مَیں بھی آپؐ کے ساتھ ہولیا۔ راستے میں اور بچے بھی شامل ہو گئے۔ حضورؐ نے ایک ایک کر کے میرے سمیت سب کے رخسار تھپتھپائے۔ مَیں نے حضورؐ کے ہاتھ کو اتنا ٹھنڈا اور خوشبودار پایا گویا کہ آپؐ نے اسے عطار کے تھیلے سے نکالا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب طیب رائحۃ النبیؐ)

دنیا بھر میں اشاعت اسلام کے سلسلہ میں نمائشوں، بکسٹالز و بک فیئرز، احمدیہ چھاپہ خانوں، عربک ڈیسک، چینی ڈیسک، فرنچ اور بنگلہ ڈیسک کے علاوہ نصرت جہاں سکیم، پریس اینڈ پبلی کیشنزڈیسک، تحریک وقف نو، ایم ٹی اے کی نشریات کے پھیلاؤ، دیگر ٹیلی ویژن اور ریڈیو پروگراموں اور احمدیہ ویب سائٹ کی مساعی اور ان کے نیک اثرات سے متعلق اعدادوشمار اور ایمان افروز کوائف پر مشتمل روح پرور خطاب

احمدی ڈاکٹرز کو جماعت کے اسپتالوں میں خدمت کے لئے عارضی وقف کی خصوصی تحریک

(سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیزکا جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۰۰۳ء پر دوسرے روز کا خطاب۔

(خطاب کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

(دوسری قسط)

نمائش و بکسٹال

جماعتی لٹریچر اور دیگر مساعی کے ذکر پر مشتمل نمائشیں بھی اشاعت اسلام کا ایک مفید ذریعہ ہیں۔ امسال ۱۷۴ نمائشوں کا اہتمام کیا گیا جن کے ذریعہ اندازاً ایک لاکھ ۴۳ ہزار افراد تک پیغام پہنچایا گیا۔

بکسٹالز، بک فیئرز۔ امسال ۷۵۵ بکسٹالز اور بک فیئرز میں جماعت نے حصہ لیا جس کے ذریعہ اندازاً پانچ لاکھ تین ہزار افراد تک پیغام پہنچایا گیا۔

احمدیہ پریس

احمدیہ چھاپہ خانوں کا ذکر بھی کردوں۔ رقیم پریس اسلام آباد کی زیرنگرانی افریقن ممالک گھانا، نائیجیریا، گیمبیا، سیرالیون، آئیوری کوسٹ اور تنزانیہ میں ہمارے پریس کی حالت دن بدن زیادہ معیاری ہو رہی ہے۔ اور گزشتہ سال دو ممالک سینیگال اور کینیا کو چھوٹی ڈیجیٹل پرنٹنگ مشینیں بھجوائی گئیں جو نہایت کامیابی سے کام کر رہی ہیں اور بڑا فائدہ ہو رہا ہے ان کو۔

رقیم پریس اسلام آباد سے اس دفعہ ۱۰۰،۲۲۹ کی تعداد میں کتب اور جرائد شائع ہوئے اور افریقہ کے مختلف پریسوں میں سے کتب و جرائد کی تعداد ایک لاکھ ۷۰

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

اللہ کی رسی کو پکڑنے اور نظام سے وابستہ رہنے میں ہی آپ کی بقا ہے

شرکاء جلسہ سالانہ جرمنی ثابت کریں کہ محض للہ یہ تین دن گزارنے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں

(اطاعت نظام اور اطاعت امیر کے موضوع پر لطیف اور پر معارف خطبہ جمعہ)

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۲؍اگست ۲۰۰۳ء)

(منہائم۔ جرمنی۔ ۲۲؍اگست): سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ منہائم جرمنی میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے قرآن کریم، حدیث اور ارشادات حضرت مسیح موعودؑ کے حوالے سے اطاعت امیر کی پر معارف تشریح فرمائی اور فرمایا کہ کسی بھی نظام کی کامیابی اور ترقی کا انحصار اس نظام سے وابستہ لوگوں کا قواعد کی پابندی کرنے پر ہوتا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں قانون کی پابندی کی شرح بہت زیادہ ہے۔ اگر دنیاوی نظام میں قانون کی پابندی کی اتنی

باقی صفحہ نمبر ۴ پرملاحظہ فرمائیں

بقیہ:خطاب جلسہ سالانہ از صفحہ اول

ہے۔گزشتہ سالوں میں ۲۲۰ ٹن پرنٹنگ کا سامان گیارہ کنٹینرز کے ذریعہ افریقہ بھجوایا گیا۔

گیمبیا میں ہمارے پریس نے رنگین طباعت کے لئے ضروری آلات خرید کر اس پر کام شروع کیا ہے۔ یہاں جماعت کی مخالفت بھی ہے اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے پورے گیمبیا میں صرف ہمارے پریس میں یہ سہولت دستیاب ہے اور اب پرنٹرز کو ہمسایہ ملک سینیگال میں اس کام کے لئے نہیں جانا پڑتا اور اب لوگ ہمارے پریس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔اور گیمبیا کے پریس کی عمدہ کارکردگی کو حکومتی افسران نے بھی سراہا ہے۔

پریس یونین کے چیئرمین نے ایک تقریر میں کہا کہ احمدیہ پرنٹنگ پریس گیمبیا میں ایک نہایت اعلیٰ پرنٹنگ ادارہ ہے جس کی وجہ سے ہمارا پرنٹ میڈیا بہت کامیابی سے چل رہا ہے۔

عربک ڈیسک

پھر عربی ڈیسک ہے۔اِس کے انچارج ہیں عبدالمومن طاہر صاحب۔گزشتہ سال جو عربی کتب اور پمفلٹس عربی زبان میں تیار ہو کر شائع ہوئے ہیں ان کی تعداد تقریباً ۳۷ ہے۔اس کے علاوہ وائٹ پیپر کے جواب میں حضور رحمہ اللہ کے اٹھارہ خطبات کے تراجم میں سے ۹ مزید خطبات امسال طبع ہوئے ہیں۔اس طرح کل تعداد ۱۳ ہو گئی ہے۔پندرہ کتب اور پمفلٹس پر نظر ثانی ہو رہی ہے جن کے نام ہیں کشتیٔ نوح ، Rationality، السیرۃ المطہرہ۔تفسیر کبیر کا عربی زبان میں ترجمہ جس کی تین جلدیں شائع ہو چکی ہیں اور چوتھی پر نظر ثانی کا کام تقریباً مکمل ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی عربی کتب کو علیحدہ اور خوبصورت شکل میں طبع کروانے کا بھی پروگرام ہے۔اس وقت تین کتب: آئینۂ کمالات اسلام، مواھب الرحمٰن اور الاستفتاء پر کام ہو رہا ہے۔

اس کے علاوہ عربی ڈیسک کی زیر نگرانی کبابیر اور عرب ممالک میں چھپنے والی کتب کی تعداد بیس سے زائد ہے جن میں سے تین اس سال چھپی ہیں۔پھر ۱۳ کتب اور پمفلٹس انٹرنیٹ پر دئے جا چکے ہیں۔اس طرح ۲۰۰۱ء سے رسالہ ''التقویٰ'' بھی دیا جا رہا ہے۔

دمشق کی ایک پبلشنگ کمپنی نے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب "Islam's response to Contemporary Issues" کے عربی ایڈیشن پر تبصرہ کرتے ہوئے حضور کی خدمت میں لکھا تھا کہ آپ کی کتاب پڑھنے سے جو انتہائی خوشی مجھے ہوئی ہے مَیں اس کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔کتاب کے مضمون کو جس تفسیری ربط اور ترتیب کے ساتھ آپ نے پیش فرمایا ہے وہ دل موہ لینے والا ہے۔آپ نے اس زرخیز مضمون کے ذریعہ اسلامی علوم میں گرانقدر اضافہ فرمایا ہے۔یہ سب چیزیں مجھے مجبور کر رہی ہیں کہ مَیں اس کتاب کے مضمون کو اپنے اور آپ کے درمیان گفتگو کا نقطۂ آغاز بناؤں اور کوشش کروں کہ مَیں بھی امن وآشتی کے قیام کی کوشش میں کچھ حصہ ڈال سکوں جس کے لئے آپ چاہتے ہیں کہ وہ سب مسلمانوں کا نصب العین ہو۔مَیں اس بات کی بھی گواہی دئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ کتاب مذکورہ مشکلات کو حل کرنے کے لئے خالص اسلامی مفہوم پیش کرتی ہے جس کی بنیاد اسلامی نصوص اور اسلامی تاریخ پر ہے۔یہ تحقیقی کتاب بیسویں صدی کے شروع میں نمودار ہونے والی کتابوں اور ضرورتوں کو مدنظر رکھ کر لکھی گئی ہے۔اس مرحلہ میں اسلامی نصوص کا اس طرح برمحل استعمال اور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام اور ان کے بعد کے مسلمانوں کی تاریخ کو خاص اہمیت دینا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کتاب کا خمیر خالص اسلامی مٹی سے اٹھا ہے۔میری رائے میں اس کتاب نے اپنے مضمون کا حق ادا کر دیا ہے۔مجھے تو جماعت احمدیہ میں صحیح اسلام کا چہرہ نظر آ رہا ہے۔جو ذمہ داری اس وقت جماعت احمدیہ نے اٹھائی ہے وہ بہت بڑی ہے۔آپ لوگ اپنے علم وعمل سے ثابت کر رہے ہیں کہ آپ اسلام کی پوری قوت اپنے اندر رکھتے ہیں۔اور یہ قوت آپ کے اخلاص اور مسلسل جدوجہد کے نتیجہ میں برابر بڑھ رہی ہے۔اس کا سبب یہ ہے کہ آپ لوگ اسلام کا مطالعہ عصر حاضر کی روح اور تقاضوں کو مدنظر رکھ کر کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے اعلیٰ مقصد میں کامیاب فرمائے۔ یہ خلاصہ ہے اس پبلشر (کے تبصرہ) کا ۔

چینی ڈیسک

چینی ڈیسک کے تحت بھی قرآن کریم کے چینی زبان میں ترجمہ کے علاوہ جو کتب ترجمہ ہو چکی ہیں ان کے تعداد گیارہ ہے۔پھر کچھ پمفلٹس شائع ہوئے ہیں۔چینی ڈیسک کے تحت ایم ٹی اے کے لئے قرآن کریم کے مکمل چینی ترجمہ کی آڈیو ریکارڈنگ بھی کی جا چکی ہے۔قرآن کریم کے متن کے ساتھ ساتھ چینی ترجمہ وتفسیر کے ساتھ اس کی ریکارڈنگ کی جا رہی ہے۔اس کے علاوہ دس مزید کتب چینی زبان میں ایم ٹی اے پر نشر ہونے کے لئے ریکارڈ کی جا چکی ہیں۔چینی ڈیسک کی طرف سے انٹرنیٹ پر مواد ڈالا جا رہا ہے۔سورۃ فاتحہ اور سورۃ البقرہ کا ترجمہ ڈالا جا چکا ہے۔اس کے علاوہ سات کتب کا (ترجمہ) بھی انٹرنیٹ پر ڈالا جا چکا ہے۔

فرنچ ڈیسک

فرنچ ڈیسک ہے جس کے انچارج عبدالغنی جہانگیر صاحب ہیں۔مختلف ممالک میں فرنچ زبان میں جن کتب وپمفلٹس کے تراجم کئے جا رہے ہیں فرنچ ڈیسک ان کے ترجمہ پر نظر ثانی کرتا ہے۔اور ان کی کتب کی آخری شکل میں شائع ہونے سے پہلے کی تیاری بھی فرنچ ڈیسک کے سپرد ہے۔ایم ٹی اے پر نشر ہونے والے مختلف پروگراموں کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ اور فرنچ زبان میں پروگراموں کی تیاری بھی اس ڈیسک کے سپرد ہے۔اس ڈیسک کے تحت 'لقاء مع العرب' کے ۳۸۰ پروگرامز کا فرنچ ترجمہ ہو چکا ہے۔۱۷۰ کی تعداد میں مجالس سوال وجواب کا اور 'ترجمۃ القرآن' کی پچاس کلاسوں کا ترجمہ ہو چکا ہے اور اسی طرح دوسرے جو پروگرام تھے ان سب

طفل کا ترانہ

دانیال رحمٰن......کے لئے

جی سیدنا ...... ارشاد کریں
کیا کرنا ہے ، کیا کرنا ہے؟؟

....

جو آپ کہیں ، وہ جان مری
کہ طاعت ہے پہچان مری
اسباب ہیں میرے عزم و دعا
ہے علم و عمل سے شان مری
مَیں چھوٹا ہوں لیکن پھر بھی
ہر عہد کو پورا کرنا ہے
جی سیدنا ...... ارشاد کریں
کیا کرنا ہے ، کیا کرنا ہے؟؟

....

مَیں خون کے دریا پار کروں
کہ آگ کے شعلوں سے کھیلوں؟؟
مَیں اپنے مولیٰ کی خاطر
ہر سختی کو ہنس کر جھیلوں
کس حال میں مجھ کو جینا ہے
کس حال میں مجھ کو مرنا ہے؟؟
جی سیدنا ...... ارشاد کریں
کیا کرنا ہے ، کیا کرنا ہے؟؟

....

مَیں نورِ محمد ﷺ کی لَو سے
ظلمت کے لئے ترشول بنوں
اللہ کی رسّی تھامے ہوئے
مٹی میں ملوں کہ دھول بنوں
مل جائے مجھے میرا مولیٰ
اک ایسا سودا کرنا ہے
جی سیدنا ...... ارشاد کریں
کیا کرنا ہے ، کیا کرنا ہے؟؟

....

ایمان رچا لوں نس نس میں
قرآن بسا لوں سینے میں
دنیا کو دکھاؤں کیا ہے مزا
اک احمدی بن کر جینے میں
نفرت کے داغ مٹانے ہیں
ہر دل کو ...... اپنا کرنا ہے
جی سیدنا ...... ارشاد کریں
کیا کرنا ہے ، کیا کرنا ہے ؟؟

(جمیل الرحمٰن ۔ہالینڈ)

پر مختلف پروگراموں کا ترجمہ ہوا ہے جو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے ۱۹۹۵ء سے ۲۰۰۳ء تک تھے۔

بنگلہ ڈیسک

بنگلہ ڈیسک ہے۔اس کے انچارج فیروز عالم صاحب ہیں۔اس کا سب سے اہم کام ایم ٹی اے پر نشر ہونے والے پروگراموں کے بنگلہ تراجم کا کام ہے۔ چنانچہ اب تک اس ڈیسک کے تحت حضور رحمہ اللہ کی ۱۵۰ مجالس کا ترجمہ ہوچکا ہے۔ اسی طرح ترجمۃ القرآن کی ۳۰۰ کلاسز کا ،لقاء مع العرب کے قریباً ۴۴۰ پروگراموں کا، ہومیوپیتھی کی ۲۰۰ کلاسز کا ۔علاوہ ازیں پانچ سو کی تعداد میں خطبات کے تراجم بنگلہ زبان میں مکمل ہوچکے ہیں اور ایم ٹی اے پر نشر کرنے کے لئے تیار ہیں۔

نصرت جہاں سکیم

نصرت جہاں سکیم کے تحت اس وقت افریقہ کے ۱۲ ممالک میں ہمارے ۳۶ ہسپتال اور کلینک کام کررہے ہیں۔اس کے علاوہ ۸ ممالک میں ہمارے ۳۷۳ ہائر سیکنڈری سکولز اور جونئر سکولز، پرائمری سکولز، نرسری سکولز کام کررہے ہیں۔

ڈاکٹرز کو عارضی وقف کی تحریک

افریقہ میں جو ہمارے ہسپتال ہیں ان میں ڈاکٹروں کی بہت ضرورت ہے ۔یہ بھی مَیں تحریک کرنا چاہتا ہوں ڈاکٹر صاحبان کو کہ اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کریں اور کم از کم تین سال تو ضرور ہو۔اور اگر اس سے اوپر جائیں ۶ سال یا ۹ سال تو اور بھی بہتر ہے۔

اسی طرح فضل عمر ہسپتال ربوہ کے لئے بھی ڈاکٹرز کی ضرورت ہے ۔تو ڈاکٹر صاحبان کو آج اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مَیں عارضی وقف کی تحریک کرتا ہوں ۔اپنے آپ کو خدمت خلق کے اس کام میں جو جماعت احمدیہ سرانجام دے رہی ہے پیش کریں۔اور یہ ایک ایسی خدمت ہے جس کے ساتھ دنیا تو آپ کماہی لیں گے، دین کی بہت بڑی خدمت ہوگی اور اس کا اجر اللہ تعالیٰ آپ کی نسلوں تک کو دیتا چلا جائے گا۔انشاء اللہ۔

پریس اینڈ پبلی کیشنز ڈیسک

ایک پریس اینڈ پبلی کیشن ڈیسک ہے۔اس میں بھی چار افراد کی ایک ٹیم ہے چوہدری رشید احمد صاحب کی نگرانی میں۔اس کی اٹھارہ ممالک میں فعال شاخیں ہیں۔ بڑی خوش اسلوبی سے اپنے کام سرانجام دے رہے ہیں اور ہر جگہ جہاں بھی دنیا میں جماعت کے افراد کے خلاف کوئی ظلم ہوتا ہے یہ مختلف ذریعوں سے اخبارات ورسائل تک پہنچاتے ہیں اور اس کا بڑا فائدہ ہے۔

تحریک وقف نو

تحریک وقف نو:اس وقت تک ابھی تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلسل لوگ اپنے بچوں کو وقف نو کے لئے پیش کررہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے کل تعداد اب ۲۶۳۲۱ ہو چکی ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا عظیم سلوک ہے جماعت کے ساتھ کیونکہ لڑکوں کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔باوجود اس کے کہ نسبت جیسے اب عمومی دنیا میں دیکھا جائے اور ملکوں کا جائزہ بھی لیا جائے تو نسبت اس طرح نہیں ہوتی لیکن واقفین نو لڑکوں کی تعداد ۱۷۶۸۰ ہے اور لڑکیوں کی ۸۶۴۱۔اس میں پاکستان کے واقفین نو کی مجموعی تعداد ۱۷ ہزار ہے جبکہ بیرون پاکستان کی تعداد ۹۲۰۰ کچھ ہے۔

ایم ٹی اے کی نشریات کا پھیلاؤ اور اس کے اثرات

ایم ٹی اے کی نشریات کے پھیلاؤ میں بھی مزید وسعت پیدا ہورہی ہے اور دوران سال جنوبی اور وسطی امریکہ کے لئے ایک سیٹلائٹ کا یکم دسمبر ۲۰۰۲ء سے نئی سروس کا آغاز ہوا ہے جو ان علاقوں میں ڈائریکٹ ......سروس مہیا کرتا ہے۔چنانچہ ایم ٹی اے اب دوسرے عام چینلز کے ساتھ چھوٹی ڈش پر بھی دیکھا جاسکتا ہے۔

گیانا میں جہاں بڑی ڈش دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے ایم ٹی اے کی نشریات نہیں دیکھی جاسکتی تھیں وہاں اب پہلی مرتبہ ایم ٹی اے کی نشریات پہنچ رہی ہیں۔

اسی طرح ایشیا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور جزائر فجی میں ایم ٹی اے کے نئے دور کا آغاز ہوا ہے جو ۲۳ رجون ۲۰۰۳ء سے Asia Sat 3 کے ذریعہ سے اور اب اس میں برصغیر پاک وہند کے مقبول عام چینلز ہیں اس سیٹلائٹ پر انگریزی کے تمام عام چینلز بھی موجود ہیں۔اس طرح ان علاقوں میں ایم ٹی اے کی رسائی صرف احمدی گھروں تک محدود ہونے کی بجائے عام گھروں تک ہوگئی ہے۔اس وجہ سے اب اس سارے علاقہ میں مختلف کیبل آپریٹرز کو بھی ایم ٹی اے کی نشریات کیبل پر ڈالنے کا موقع مل جائے گا اور بعض جگہوں میں یہ ڈالا بھی جاچکا ہے بعض ملکوں میں۔ اسی طرح Asia Sat 3 کے ذریعہ جزائر فجی میں جہاں گزشتہ چند سال سے MTA نہیں پہنچ رہا تھا اب پہنچنا شروع ہوگیا ہے ۔الحمدللہ۔اور آج وہ یہ جلسہ بڑے شوق سے دیکھ رہے ہوں گے۔

پھر امسال ایم ٹی اے کے سٹاف کو ویڈیو لائبریری کے لئے ایک بہت بڑا Database Software تیار کرنے کا موقع ملا ہے جسے اگر باہر سے بنوایا جاتا تو ہزاروں پاؤنڈ خرچ آتا۔اس ڈیٹا بیس کے تحت ایم ٹی اے کے تمام پروگرام شامل کر لئے جائیں گے اور ٹیپس (Tapes) کی تلاش اور حوالوں کی تلاش کا کام بہت آسان ہو جائے گا۔

اسی طرح ایک تصویری لائبریری ترتیب دینے کا کام شروع کیا گیا ہے جس میں نادر و نایاب تصاویر کو Scane کرکے ان تصاویر کو ڈیجیٹل میڈیا میں محفوظ کیا جارہا ہے۔ان تصاویر کو ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے استعمال سے ٹھیک کرنے کا کام بھی ہورہا ہے۔یہ پرانی نایاب تصاویر ہیں اس طرح ٹھیک ہوجائیں گی۔انشاء اللہ۔

تو اس طرح امسال ٹیپس کو ڈیجیٹل میڈیا پر محفوظ کرنا شروع کیا گیا ہے اور بڑی تیز رفتاری سے پرانی تاریخی ویڈیوز کو محفوظ کیا جارہا ہے۔اس کے چیئرمین ہیں سید نصیر شاہ صاحب اور اس کے بارہ ڈیپارٹمنٹ ہیں۔ ۱۷۸ رضاکار ہیں جو روزانہ باری باری چوبیس گھنٹے ٹرانسمیشن کے لئے مختلف خدمات سرانجام دے رہے ہیں ۔فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔اللہ تعالیٰ ان کو ہمیشہ محنت ومحبت کے ساتھ کام کرنے کی توفیق دے کیونکہ آج کل یہ بہت بڑا ذریعہ ہے جماعت کا پیغام پہنچانے کا۔

حامد مقصود عاطف صاحب مبلغ آئیوری کوسٹ بیان کرتے ہیں کہ آئیوری کوسٹ بیان کرتے ہیں کہ آئیوری کوسٹ میں بجلی کے محکمہ کے صوبائی ڈائریکٹر الحسن جباتے صاحب کو ایم ٹی اے کا تعارف کروایا تو کہنے لگے کہ مَیں آج ہی ڈش کو ایم ٹی اے کے رخ پر موڑتا ہوں۔چنانچہ ایک ہفتہ کے بعد یہ صاحب خاکسار کے گھر پہنچے اور کہنے لگے کہ آج اس فحاشی اور عریانی کے دور میں ہمارے بچوں کا مستقبل صرف اور صرف ایم ٹی اے کے ہاتھوں میں ہے۔مَیں اس عظیم خدمت پر جماعت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ اب ہمیں کہیں جا کر اسلام سیکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ اسلام ہمارے گھروں میں داخل ہورہا ہے۔

مبلغ انچارج صاحب نائیجیریا لکھتے ہیں:

بینوسٹیٹ (Benue) کے دورہ کے دوران خاکسار Makurdi کے علاقہ میں ایک مسجد دیکھ کر رکا۔ یہاں کے امام الحاجی گربا باوا کو خاکسار نے اپنا تعارف کروایا تو کہنے لگے کہ کیا آپ کا ٹیلی ویژن سٹیشن بھی ہے ۔مَیں نے جواب دیا کہ ہاں ہمارا ٹیلی ویژن اسٹیشن ہے۔وہ مجھے گھر کے اندر لے گئے وہاں پر حضور کی مجلس سوال وجواب لگی ہوئی تھی ۔انہوں نے بتایا کہ ہم لوگ گزشتہ ۶ سال سے آپ کا ٹیلی ویژن دیکھ رہے ہیں اور آج کسی احمدی سے میری پہلی ملاقات ہے۔اس دوران سنٹرل مسجد کے امام اور جماعت نصر الاسلام کے سیکرٹری وغیرہ بھی آ گئے اور علاقہ کی کچھ اور سرکردہ شخصیات بھی آگئیں اور الحاجی نے بتایا کہ ہم سب اکٹھے ہوکر آپ کا پروگرام دیکھتے ہیں۔ الحاجی گربا جماعت نصر الاسلام ایسٹ نائیجیریا کے چیئرمین اور سپریم کونسل فار اسلامک افیئرز کے ڈپٹی چیئرمین ہیں۔ جماعت نصر الاسلام ہمیشہ سے جماعت کی مخالف رہی ہے۔یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس قسم کے مخالف عمائدین کو بھی ایم ٹی اے کے ذریعہ احمدیت کا پیغام پہنچ رہا ہے۔انہوں نے بتایا کہ ہم آپ کے امام کے انگریزی کے سوال وجواب اور لقاء مع العرب باقاعدہ سنتے ہیں۔انڈونیشین اور بنگلہ پروگراموں کی ہمیں سمجھ تو نہیں آتی لیکن ان کی تلاوت اور نظمیں ہمیں بہت اچھی لگتی ہیں۔واقعی بنگلہ اور انڈونیشین کی تلاوت ماشاء اللہ اچھی ہوتی ہے۔

دیگر ٹی وی اور ریڈیو پروگرام

اس کے علاوہ دیگر ٹی وی اور ریڈیو پروگرامز ہیں۔ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی چوبیس گھنٹے کی نشریات کے علاوہ مختلف ممالک کے ٹی وی چینلز پر جماعت کو اسلام کا پرامن پیغام پہنچانے کی توفیق عطا ہوئی۔امسال ۱۰۲۲ ٹی وی پروگراموں کے ذریعہ قریباً ۱۴۴۰ گھنٹے وقت ملا اور تین کروڑ ۲۰ لاکھ سے زائد افراد تک اس ذریعہ سے اسلام کا پیغام پہنچا۔

اسی طرح ریڈیو بھی اشاعت اسلام کا ایک مفید اور کارآمد ذریعہ ہے ۔افریقہ میں بالخصوص ریڈیو بڑے شوق سے سنا جاتا ہے اور دور دور کے علاقوں میں پیغام پہنچانے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔

برکینا فاسو (Burkina Faso) غریب ملک ہے۔یہاں میڈیا کے ذریعہ عوام الناس تک پہنچنے کا مؤثر ذریعہ ریڈیو ہے اور جماعت اس سے بھرپور استفادہ کررہی ہے۔اس وقت ملک کے ۲۳ بڑے شہروں میں ہفتہ وار ۲۸ گھنٹوں کے ۲۹ پروگرام تین مقامی زبانوں میں باقاعدگی سے نشر ہورہے ہیں۔اس کے علاوہ رمضان المبارک میں خصوصی پروگرام پورا مہینہ نشر ہوتے ہیں جہاں اپنے ریڈیو کے علاوہ دیگر ریڈیو سٹیشن پر ۱۵۶۰ گھنٹے کے پروگرام نشر ہوئے اور اس طرح ملک کے اکثر حصوں تک ہمارا پیغام پہنچا۔

اس کے علاوہ برکینا فاسو میں جماعت کا ایک ریڈیو (سٹیشن) چل رہا ہے، ریڈیو اسلامک احمدیہ کے نام سے۔امسال یہاں برکینا فاسو کے دوسرے بڑے شہر بوبوجلاسو میں احمدیہ ریڈیو سٹیشن کے قیام کی توفیق ملی۔اور ملک کی تین زبانوں میں ۱۳ گھنٹے کی روزانہ نشریات ہوتی ہیں۔علاقہ کی قریباً ایک ملین کی آبادی ہے جو اس سے فائدہ اٹھارہی ہے۔

اب اس احمدیہ ریڈیو سٹشن کے ذریعہ سے ۲۹۷۱ گھنٹے کے ۳۹۶۰ پروگرام نشر ہوچکے ہیں اور بڑا Popular ہورہا ہے یہ عوام میں۔اب عوام کے مطالبہ پر اس کی نشریات ۱۳ گھنٹے سے ۱۷ گھنٹے تک کی جارہی ہیں۔

مکرم ودراگو ابراہیم (EDRAGO IBRAHIMU) صاحب لکھتے ہیں۔

’’جب سے ریڈیو شروع ہوا ہے میں نے ایک دن بھی ناغہ نہیں کیا۔ روزانہ نشریات سنتا ہوں۔یقیناً احمدیت چاروں کونوں میں اسلام پھیلانے آئی ہے۔آپ دشمن کے مخالفانہ پراپیگنڈہ سے نہ گھبرائیں۔

جاکیتے زینب لکھتی ہیں کہ:

’’میرا دل خوشی اور جوش سے بھرپور ہے میں دعا کرتی ہوں کہ یہ ریڈیو ہمیشہ قیامت تک چلتا رہے۔ ریڈیو پر نشریات سن کر پتہ چلا کہ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے۔انہوں نے ریڈیو کے لئے چندہ بھی بھجوایا۔

مکرم الحاج گمسورے صاحب لکھتے ہیں کہ:

’’ریڈیو پر آنحضرت ﷺ کا ذکر اس پیارے انداز سے کیا جاتا ہے کہ دل خوشی سے جھوم اٹھتا ہے۔

میں پڑھا لکھا نہیں ہوں لیکن یہ اسلام کی باتیں دل کی گہرائیوں تک پہنچتی ہیں۔

پھر ایک صاحب ہیں مکرم عمر بگایاں صاحب جو کہ انگلش کے پروفیسر ہیں۔ پہلے مسلمان تھے اور اسلام سے قریباً بدل ہو چکے تھے۔ نام کا اسلام ان میں رہ گیا تھا بلکہ اسلام کو برا مذہب بھی کہنا شروع کر دیا تھا۔ لکھتے ہیں کہ: ''پہلے اگر ریڈیو پر کسی مولوی صاحب کی تقریر ہوتی تو میں چینل بدل دیتا تھا۔ یا ریڈیو بند کر دیتا تھا۔ ریڈیو اسلامک احمدیہ اتفاقاً تھوڑا سا سنا تو محسوس ہوا کہ یہ ایک غیر معمولی ریڈیو ہے۔ آہستہ آہستہ اسلام سمجھ آنا شروع ہوا ہے۔'' اب خدا کے فضل سے یہ دوست احمدیت قبول کر چکے ہیں۔ اور ماشاء اللہ بہت مخلص ہیں۔

غانا (Ghana) میں جماعت کے پروگراموں کو نمایاں Coverage ملی ہے۔ ملکی ٹی وی نے ١٦ گھنٹے پر مشتمل ان کے ۵۳ پروگرام نشر کئے ہیں۔ اور ریڈیو پر ٢٣٠ گھنٹوں پر مشتمل ۴۴٠ پروگرام نشر ہوئے ہیں۔

امیر صاحب غانا لکھتے ہیں کہ: ''عیسائی چرچوں نے کوشش کی تھی کہ کسی طرح ٹی وی یہ وقت اُن کو دے دے اور انہوں نے ہم سے زیادہ رقم دینے کی بھی آفر کی۔ لیکن ٹی وی کے ادارہ نے ان کی پیشکش کو ٹھکرا دیا اور یہ وقت ہمیں دے دیا۔

گیمبیا (Gambia) میں بھی جماعت کو میڈیا میں غیر معمولی کوریج مل رہی ہے۔ باوجود ساری مخالفت کے صرف گزشتہ ایک سال میں ان کے ہفتہ وار ۵٢ گھنٹے پر مشتمل ٢٧٧ پروگرام نیشنل ٹی وی اور ریڈیو چینلز پر نشر ہوئے ہیں۔

ٹوگو میں دوران سال ۴٨ گھنٹوں پر مشتمل ہفتہ وار ١٠۴ ریڈیو پروگرام نشر ہوئے ہیں۔

یوگنڈا میں جماعت کو مختلف ریڈیو چینلز پر ٣١۴ گھنٹوں پر مشتمل ١۵٨ پروگرام پیش کرنے کی توفیق ملی جس کے ذریعہ پانچ ملین افراد تک جماعت کا پیغام پہنچا۔

اسی طرح مڈغاسکر میں گیارہ پروگرام مقامی ٹی وی پر اور ٢٠ پروگرام تین ریڈیو چینلز پر نشر ہوئے۔

گیانا میں جماعت کے ہفتہ وار ۵٢ گھنٹے کے پروگرام ٹی وی پر اور ہفتہ وار ١۴ گھنٹے کے پروگرام نشر ہوئے۔

سرینام میں جماعت کو دوران سال ملکی ٹی وی پر اپنے پروگرام پیش کرنے کی توفیق ملی۔ تقریباً ٢٢ گھنٹے پر مشتمل ٨٣ پروگرام نشر ہوئے۔

اسی طرح جماعت ہالینڈ کو بھی مقامی ریڈیو سٹیشنوں پر پیغام پہنچانے کی توفیق ملی۔ اور ناروے کو بھی۔

مجموعی طور پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے مختلف ممالک کے ریڈیو سٹیشنز پر ٦٣١٧ گھنٹے پر مشتمل ہمارے ٧٣٩۵ پروگرام نشر ہوئے ہیں جن کے ذریعہ محتاط اندازے کے مطابق چار کروڑ ٧٣ لاکھ اور ٧٦ ہزار سے زائد افراد تک پیغام پہنچا۔

اخبارات میں کوریج

اسی طرح امسال ٢٢٨ اخبارات میں جماعت کے آرٹیکل شائع ہوئے ہیں اور بعض ممالک میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتب سیریز کی صورت میں نمایاں طور پر شائع کی گئی ہیں۔ اس ذریعہ سے اندازاً ایک کروڑ ٩٠ لاکھ ٢٧ ہزار افراد تک پیغام پہنچا۔

احمدیہ ویب سائٹ

پھر جماعت کی ایک ویب سائٹ ہے جو مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب کی زیر نگرانی کام کر رہی ہے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی تمام کتب کو انڈیکس کے ساتھ DVD پر محفوظ کیا ہے۔ یعنی ایسی ڈیجیٹل ڈسک جس میں آڈیو، وڈیو اور ہر قسم کا ڈیٹا محفوظ کیا جا سکتا ہے۔ درج ذیل کتب کا انگریزی ترجمہ آڈیو سی ڈیز پر محفوظ کیا ہے۔

اسلامی اصول کی فلاسفی، مسیح ہندوستان میں، پیغام صلح، ہماری تعلیم۔ اور اسی طرح درج ذیل اردو کتب کو بھی آڈیو CD پر محفوظ کیا ہے: اسلامی اصول کی فلاسفی، لیکچر لاہور، برکات الدعا، ملفوظات۔

اسی طرح حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ کے انگریزی ترجمہ قرآن کی آڈیو CD تیار کی ہے۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے سوال و جواب کی آڈیو CD بھی تیار کی ہے۔ اس میں یہ ہے کہ Islam's Response to Contemporary Issues، Revelation, Rationality, Khowledge & Truth، Christianity a journey from facts to fiction، Murder in the name of Allah، اسی طرح نظمیں وغیرہ ہیں۔

حضور کی ترجمۃ القرآن کی ٦۵ کلاسیں آڈیو CD پر آ چکی ہیں۔ اور یہ سارا میٹریل وہ کہتے ہیں کہ ہماری ویب سائٹ پر دستیاب ہے۔ اور درج ذیل رسائل بھی ویب سائٹ پر دستیاب ہیں۔ روزنامہ الفضل ربوہ، الفضل انٹرنیشنل لندن، رسالہ ریویو آف ریلیجنز، رسالہ التقویٰ اور حضور رحمہ اللہ کے گزشتہ دو سالوں کے خطبات اردو متن اور انگلش ترجمہ کے ساتھ۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت ساری کتب ہیں۔

(باقی آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں)

❁❁❁ ❁❁❁

اُذکروا موتکم با لخیر

مکرم کریم احمد صاحب سنوری (مرحوم)

(خالد سیف اللہ خان۔ آسٹریلیا)

مکرم کریم احمد سنوری صاحب صدر جماعت احمدیہ ملبورن آسٹریلیا مورخہ ١٩ جون ٢٠٠٣ء کو ملبورن کے ایک ہسپتال میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کچھ عرصہ سے کینسر کے مرض میں مبتلا تھے۔ دو آپریشن بھی ہوئے مگر کامیاب نہ ہوئے۔ آپ ١۴ مارچ ١٩۴٨ء کو راولپنڈی میں محترم چوہدری شبیر حسین صاحب سنوری کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق حضرت میاں عبداللہ سنوری صاحبؓ کے خاندان سے تھا۔ ١٩٧٦ میں ایم ایس سی (ریاضی) کر کے ١٩٧٨ء میں ایم ایس سی (کمپیوٹر سائنس) کیا اور دو سال تک ایک کمپیوٹر سنٹر میں بطور اسسٹنٹ ڈائریکٹر کام کرتے رہے۔ ١٩٨٣ء میں آسٹریلیا آ گئے اور یہاں آ کر کمپیوٹر کے شعبہ میں ہی مزید تعلیم حاصل کی۔

مرحوم اٹھارہ سال تک مسلسل ملبورن کی جماعت کے صدر رہے۔ بہت ہمدرد، سادہ منش، ملنسار اور منکسر المزاج تھے۔ ایک اچھے شوہر۔ شفیق باپ اور رشتہ داروں اور دوستوں کے کام آنے والے تھے۔ ان کا ایک نمایاں وصف مہمان نوازی تھا۔ جو دوست پاکستان سے قید و بند کی صعوبتیں اٹھانے کے بعد ملبورن پہنچتے ان کی یہاں آبادکاری کے کاموں میں ہر جگہ خود ان کے ساتھ جاتے۔ بہت حوصلہ اور صبر کے ساتھ بیماری کا مقابلہ کیا اور باوجود درد اور تکلیف کے جماعت کی خدمت سے پیچھے نہ ہٹے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات پر خاکسار نے جب انہیں فون کیا تو بہت نحیف آواز میں بولے اور جب میں نے احباب سے تجدید بیعت حاصل کرنے کے لئے کہا تو یکدم اپنی طاقتیں جمع کر کے مستعد ہو گئے گویا لہجہ ہی بدل گیا۔ آخری دنوں میں دوست جب ان کی عیادت کے لئے آتے تو کہتے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ مجھے اتنی صحت اور ہمت دے کہ میں تجدید بیعت کے سارے فارم کمپیوٹر پر چڑھا دوں۔ اپنی وفات سے قبل انہوں نے یہ کام مکمل کر دیا تھا۔ اپنی وفات کا علم ہو چکا تھا اور اپنے مولائے حقیقی کے پاس جانے کے لئے تیار تھے۔

وفات سے ایک ماہ قبل ١٩ مئی ٢٠٠٣ء کو ایک وصیت نامہ تحریر کیا جس میں دیگر باتوں کے علاوہ یہ بھی لکھا کہ مجھے محترم امیر صاحب آسٹریلیا کی اجازت سے مسجد بیت الہدیٰ سڈنی کے احاطہ میں واقع قبرستان میں دفن کیا جائے۔ چنانچہ ٢١ جون ٢٠٠٣ء کو محترم مولانا محمود احمد صاحب امیر و مشنری انچارج آسٹریلیا نے ان کا جنازہ پڑھایا اور وہیں تدفین ہوئی۔

مرحوم نے بیوہ کے علاوہ ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیچھے چھوڑے ہیں۔ اللہ ان کا حافظ و ناصر ہو اور انہیں نیکی کی راہوں پر چلائے رکھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

❁❁❁❁❁

خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

ضرورت ہے تو روحانی نظام جو خدا کی طرف سے اترا ہوتا ہے اس میں اور بھی زیادہ پابندی اور عمل کی ضرورت ہے کیونکہ یہ خدا اور اس کے رسولوں کے ذریعہ ہم تک پہنچتا ہے۔ احمدیوں پر اللہ کا بڑا احسان ہے کہ ہمیں حضرت مسیح موعودؑ کو ماننے کی توفیق ملی اور اس میں ایک نظام خلافت کا ہے وہ قائم ہے اور مضبوط کڑا ہے جو ٹوٹنے والا نہیں ہے ہاں اگر آپ کے ہاتھ ڈھیلے ہوئے تو آپ کے ہاتھوں سے یہ کڑا نکلنے کا خطرہ ہے۔ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھیں اس نظام سے مضبوطی سے چمٹے رہیں اس کے بغیر آپ کی بقا نہیں ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کامل فرمانبرداری کے ساتھ دین میں داخل ہو اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو۔ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ کی اطاعت کرو، اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اولی الامر کی اطاعت کرو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سنو اور اطاعت کرو خواہ تم پر ایک حبشی غلام جس کا سر منقہ کے برابر ہو وہ امیر مقرر کیا جائے۔ دوسری جگہ آپ ؐ نے فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ اور جس شخص نے امام الزمان کی اطاعت نہ کی گویا جاہلیت کی موت مر گیا۔ اور تنگ دستی اور خوشحالی ہر حالت میں اپنے حاکم کی اطاعت کرنی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اطاعت نظام کے ذریعہ ہی وحدت پیدا ہوتی ہے اور یہ خیال دل سے نکال دیں کہ اوپر سے نیچے تک سارا نظام غلط فیصلے کرتا ہے۔ اگر کوئی شکایت ہے تو حکام بالا تک پہنچائیں لیکن فتنہ ڈالنے کی اور حکم عدولی کا حق کسی کو نہیں ہے۔ آپ میں سے جو لوگ نظام کو چھوڑ کر عدالتوں میں جاتے ہیں اور پھر نظام میں فیصلہ کے لئے آئیں گے ان کے فیصلے نظام میں نہیں کئے جائیں گے۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اس میں ہے کہ نظام جماعت اور عہدیداران کی اطاعت کرو۔ اگر فیصلہ غلط ہوا ہے تو آپ کو صبر کا اجر ملے گا۔

شرکاء جلسہ جرمنی کو مخاطب کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ جلسہ محفلیں جمانے کے لئے نہیں ہے بلکہ اصلاح نفس کا موقع ہے۔ جلسہ کی پوری کارروائی سنیں۔ انتظامیہ سے تعاون کریں اور ان کے کہنے کا برا نہ منائیں بلکہ اطاعت کریں۔ عورتیں بھی اس بات کا خیال رکھیں کہ وہ جلسہ سننے آئی ہیں محفلیں سجانے کے لئے نہیں آئیں۔ ان تین دنوں میں ثابت کر دیں کہ آپ محض للہ وقت گزارنے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعودؑ کی شرکاء جلسہ کے لئے کی جانے والی دعاؤں کا وارث بنائے۔ ہمیں اپنا عبادت گزار بندہ بنائے اور اپنی رحمتوں اور فضلوں کی بارش ہم پر برسائے۔ آمین۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

خطبہ جمعہ

سب مہمانوں کو واجب الاحترام جان کر ان کی مہمان نوازی کا حق ادا کریں

شرکاء جلسہ سالانہ ذکر الٰہی اور درود شریف میں وقت گزاریں اور کارکنان سے تعاون کریں

(جلسہ سالانہ برطانیہ کے حوالہ سے میزبانوں اور مہمانوں کو زریں نصائح اور ہدایات)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ ۱۸/جولائی ۲۰۰۳ء بمطابق ۱۸/وفا ۱۳۸۲ھجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿وَالَّـذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَايَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْكَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۔وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُوْلٰٓـئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾(سورة الحشر:١٠)۔

اگلے جمعہ سے انشاء اللہ یوکے کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔گو یہ یوکے کا جلسہ سالانہ ہے مگر خلیفۂ وقت کی یہاں موجودگی کی وجہ سے دنیا کے مختلف ممالک سے احمدی بڑے شوق سے اس میں شمولیت کے لئے آتے ہیں۔جس میں بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور بیمار بھی اور اپنی بیماری کے باوجود تکلیف اٹھا کر جلسہ میں شامل ہوتے ہیں۔پھر مختلف ممالک کے لوگ ہیں، مختلف نسلوں کے لوگ ہیں، مختلف قوموں کے لوگ ہیں، بالکل مختلف مزاجوں کے جن کا کھانا پینا، رہن سہن بھی مختلف ہوتا ہے تو اس وجہ سے قدرتی طور پر میزبانوں کو فکر ہوتی ہے کہ ان کی طرف سے کسی قسم کی کمی نہ رہ جائے، کوئی کوتاہی نہ ہو جائے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ کئی سالوں سے انگلستان کی جماعت کو اس مہمان نوازی کی توفیق مل رہی ہے اور اللہ کے فضل سے وہ مہمان نوازی کا حق بھی ادا کر رہے ہیں اور اب تو ماشاء اللہ اتنے تربیت یافتہ ہو چکے ہیں کہ کارکن بھی میسر آجاتے ہیں اور کارکن بھی بڑے ذوق سے بڑے شوق سے اپنی خدمات پیش کرتے ہیں۔اور ابھی کچھ مہینہ پہلے ہی آپ لوگوں نے دیکھا ہوگا کہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات پر ہنگامی طور پر بھی تمام انتظامات کو ان کارکنوں نے خوب سنبھالا اور مہمان نوازی کی۔لیکن جلسہ کے موقع پر میزبان کو یہ فکر ہوتی ہے کہ اس پر آنے والے مہمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان ہیں ان کو حتی المقدور آرام پہنچانے کی کوشش کی جائے ۔ مرکزی انتظامیہ کو یہ فکر ہوتی ہے کہ مہمانوں کی خدمت بجا لانے والے تمام کارکن کیونکہ Volunteers ہوتے ہیں اور مختلف مزاج کے ہوتے ہیں تو کسی کارکن سے کسی مہمان کے لئے کوئی زیادتی کا کلمہ منہ سے نہ نکل جائے، کوئی زیادتی نہ ہو جائے۔اس لئے عموماً یہی روایت چلی آرہی ہے کہ کارکنوں کو توجہ دلانے کے لئے کہ کس طرح انہوں نے مہمانوں کی خدمت کرنی ہے جلسہ سے ایک جمعہ پہلے اس بارہ میں کچھ ہدایات دی جاتی ہیں۔لیکن اس کے ساتھ ہی میزبانوں کو بھی یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ کیونکہ یہ سارا عارضی انتظام ہوتا ہے کیونکہ کارکنان بڑی محنت سے خدمت بجالاتے ہیں لیکن اگر بعض جگہ کہیں کمی یا خامی رہ جائے تو ان کو برداشت کریں۔

کارکنان کے لئے مَیں اب کچھ باتیں پیش کروں گا جس سے یہ احساس ہو کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہم سے مہمانوں کی خدمت کے بارہ میں ہم سے کیا توقعات رکھتے ہیں۔ یہاں ایک بات کی اور وضاحت کردوں کہ جس طرح تمام کارکنان کے لئے جلسہ میں شامل ہونے والا ہر شخص مہمان کی حیثیت رکھتا ہے اسی طرح انگلستان کی پوری جماعت کے لئے دوسرے ملکوں سے آنے والے سب احمدی مہمان کی حیثیت رکھتے ہیں۔پس اگر ایسا کوئی موقعہ پیدا ہو کہ جہاں آپ کو قربانی دینی پڑے تو غیر ملکیوں کے لئے، جو باہر سے آنے والے مہمان ہیں، ان کے لئے یہاں کے مقامی لوگ قربانی دیں۔

ایک حدیث پیش کرتا ہوں ۔حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا۔آپ نے اپنی ازواج کی طرف پیغام بھجوایا۔انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے پاس تو پانی کے سوا کچھ نہیں۔اس پر حضور ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اس مہمان کے کھانے کا بندوست کون کرے گا؟ ایک انصاری نے عرض کیا حضور مَیں انتظام کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ اس کے ساتھ گھر گیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ آنحضرت ﷺ کے مہمان کی خاطر مدارات کا انتظام کرو۔ بیوی نے جواباً کہا کہ گھر میں تو صرف بچوں کے کھانے کے لئے ہے۔اس انصاری نے کہا کہ کھانا تیار کرو، پھر چراغ جلاؤ اور جب بچوں کے کھانے کا وقت آئے تو ان کو بہلا کر سلا دو۔ چنانچہ عورت نے کھانا تیار کیا، چراغ جلایا اور بچوں کو بھوکا ہی سلا دیا۔پھر چراغ درست کرنے کے بہانے اٹھی اور چراغ بجھا دیا۔اور پھر دونوں مہمان کے ساتھ بیٹھے بظاہر کھانا کھانے کی آوازیں نکالتے اور چٹخارے لیتے رہے تا کہ مہمان سمجھے کہ میزبان بھی میرے ساتھ بیٹھا کھانا کھا رہا ہے۔اس طرح مہمان نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور وہ خود بھوکے سو رہے۔صبح جب وہ انصاری حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا کہ تمہارے رات والے عمل سے تو اللہ تعالیٰ بھی ہنس دیا ہے۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں جبکہ وہ خود ضرورت مند ہوتے ہیں۔اور جو نفس کے بخل سے بچائے گئے وہی کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔(بخاری، کتاب المناقب)

اب دیکھیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس خاندان کی اتنی بڑی قربانی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے خوش ہو کر اپنے پیارے نبی ﷺ کو بھی اس کی اطلاع دی۔تو یہ ہیں وہ مہمان نوازی کے معیار جو اسلامی معاشرہ میں نظر آنے چاہئیں۔اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی معاشرہ میں نظر آتے ہیں لیکن کیونکہ یاددہانی اور نصیحت کا بھی حکم ہے اس لئے یاددہانی کروائی جاتی ہے۔

اب میں چند مزید احادیث کی روشنی میں مہمانوں اور میزبانوں دونوں کو ان کی ذمہ داریوں کے بارہ میں بتاؤں گا۔حدیث ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے چاہئے کہ وہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے۔اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے وہ اپنے مہمان کا احترام کرے۔ (صحیح مسلم)

اس میں تین باتیں بتائی گئی ہیں۔پہلی دو تو جلسے پر آنے والے مہمانوں اور میزبانوں دونوں کے لئے ہیں جبکہ تیسری صرف میزبان کے لئے ہے۔خلاصۃً بتاتا ہوں۔فرمایا کہ اچھی بات کہو یا خاموش رہو۔اب مہمان بھی اگر کہیں کوتاہی دیکھیں تو نرمی سے توجہ دلا دیں۔کسی قسم کا غصہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔اتنے وسیع انتظامات ہوتے ہیں۔تھوڑی بہت کمیاں رہ جاتی ہیں وہ برداشت کرنا چاہئے اور صرف نظر کرنا چاہئے۔اور غصہ کو دبانے کا بھی ایک ثواب ہے۔اسی طرح کارکنان بھی اگر مہمان کا غصہ دیکھیں تو انتہائی نرمی سے معذرت کر کے تکلیف دور کرنے کی کوشش کریں لیکن یاد رکھیں کہ مہمان سے سختی سے بات نہیں کرنی۔

پھر ہے پڑوسی کی عزت ۔ یہاں اس ماحول میں چند دنوں کے لئے جو بھی لوگ، مہمان آرہے ہیں، قیام گاہوں میں اکٹھے رہ رہے ہیں ۔ وہ ایک دوسرے کے پڑوسی بن جاتے ہیں۔تو وسیع اور عارضی انتظام ہونے کی وجہ سے تمام سہولتیں جیسے کہ مَیں نے عرض کیا ہے میسر نہیں آسکتیں۔تو کسی قسم کی اگر اونچ نیچ ہو جائے۔بعض دفعہ اکٹھے جب رہ رہے ہوں تو مثلاً کھانے کے وقت میں ہی یا صبح کے وقت غسل خانے جانا ہو، تھوڑی تعداد میں ٹائلٹس وغیرہ ہوتی ہیں اس وقت بھی یا اور بعض باتیں ہوتی ہیں ایسی تو اگر اونچ نیچ ہو جائے تو آپس میں مہمان جو ہیں وہ یہاں ایک دوسرے کے پڑوسی کی حیثیت اختیار کر جاتے ہیں اس لئے

ایک دوسرے کا احترام کریں، اور عزت کریں اور اگر کسی سے کوئی اونچ نیچ ہو بھی جائے تو شکوہ زبان پر نہ لائیں۔ اسی طرح جہاں مہمانوں اور کارکنوں کے لئے بھی ہے کہ مہمانوں سے عزت سے پیش آئیں۔ اپنے ساتھی کارکنوں سے بھی عزت اور احترام سے پیش آئیں۔ آپس میں محبت سے سارے کام اور ڈیوٹیاں سرانجام دیں۔

پھر تیسری بات تو بہرحال ہر کارکن پر لازم ہے۔ اوپر مَیں ذکر بھی کر چکا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان ہیں چاہے چھوٹا ہے یا بڑا ہے، امیر ہے یا غریب ہے، سب سے ایک طرح یکساں احترام سے پیش آئیں۔ ان کی عزت کریں اور ان کی ضرورت کو جس حد تک انتظام اجازت دیتا ہے پوری کرنے کی کوشش کریں۔ اگر نہیں کر سکتے تو اپنے سے بالا افسر تک پہنچائیں لیکن مہمان کا احترام اور اس سے آرام سے بات کرنا بہرحال ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہئے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ کونسا اسلام سب سے بہتر ہے۔ فرمایا (ضرورت مندوں کو) کھانا کھلاؤ اور ہر اس شخص کو جسے تم جانتے ہو یا نہیں جانتے سلام کہو۔

(صحیح البخاری۔ کتاب الایمان، باب وإطعام الطعامِ من الاسلام)

اس حدیث میں ایک حسین معاشرہ کا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ کھانا کھلاؤ۔ دوسرے ہر شخص کو جسے تم جانتے ہو یا نہیں جانتے سلام کرو۔ تو جلسہ کے دنوں میں جہاں ایک دینی ماحول ہوگا، دعاؤں کی طرف توجہ ہوگی، وہاں سلام کو بھی ہر شخص کو چاہئے کہ مہمان ہو یا میزبان ہو رواج دے۔ تو ان تین دنوں میں محبت اور بھائی چارہ اتنا انشاء اللہ بڑھ جائے گا کہ جس کا اثر بعد تک بھی قائم رہے گا۔ دوسرے اس کا فائدہ کارکنان کے لئے بھی ہے کہ کام کی زیادتی کی وجہ سے، آرام کی کمی کی وجہ سے بلاوجہ طبیعت میں بعض دفعہ تیزی اور تندی پیدا ہو جاتی ہے تو جب یہ ایک دوسرے کو سلامتی بھیج رہے ہوں گے تو اس مزاج میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ نرمی آئے گی۔

پھر ایک حدیث ہے، حضرت ابوذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کے سامنے تیرا مسکرانا تیرے لئے صدقہ ہے۔ تیرا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا بھی ایک صدقہ ہے۔ اور بھٹکے ہوئے کو راستہ دکھانا بھی تیرے لئے صدقہ ہے اور کسی نابینا کی راستہ چلنے میں مدد کرنا تیرے لئے صدقہ ہے اور پتھر، کانٹا یا ہڈی رستہ سے ہٹا دینا بھی تیرے لئے صدقہ ہے۔ اور اپنے ڈول میں سے اپنے بھائی کے ڈول میں کچھ ڈال دینا بھی تیرے لئے صدقہ ہے۔ (جامع ترمذی)۔

عام طور پر ہر احمدی کو اپنے اوپر اس حدیث میں بیان کردہ احکامات اپنے اوپر لاگو کرنے کی ضرورت ہے جس سے ایک حسین معاشرہ جنم لے لیکن جلسے کے تین دنوں میں تو بہرحال اس طرف توجہ کی جائے۔ کیونکہ اس سے بھی تربیت کے رستے کھلتے ہیں۔ پہلے فرمایا کہ مسکراتے رہو۔ مسکرانے سے تمہارا تو کچھ نہیں بگڑا یا تمہارا تو کچھ نہیں جاتا۔ ایک دوسرے سے ملو تو مسکراتے ہوئے ملو۔ اگر کوئی رنجشیں تھیں تو ان تین دنوں میں اپنی مسکراہٹوں سے اسے ختم کر دو۔ دوسری بات یہ کہ نیکیوں کو پھیلاؤ، نیکیوں کی تلقین کرو اور بری باتوں سے روکو۔ تو یہ جلسہ کی غرض وغایت بھی ہے۔ اس لئے جو جلسہ پر آئے ہیں وہ اِدھر اُدھر پھرنے کی بجائے جلسہ کے پروگراموں سے بھرپور فائدہ اٹھائیں، اس میں بھرپور حصہ لیں۔ پھر خدمت خلق کے کام ہیں۔ یہ ضروری نہیں ہیں کہ خدمت خلق پر معمور کارکن ہی یہ کام کریں۔ تمام کارکنان کا فرض ہے کہ کسی کو مدد کی اگر ضرورت ہے، راستہ دکھانے کی ضرورت ہے تو اس ضرورت کو پورا کریں۔ پھر راستہ کی صفائی کا حکم ہے۔ جلسہ کے دنوں میں راستوں کی صفائی کے علاوہ گراؤنڈ میں بھی اور جلسہ گاہ میں بھی بچے اور بڑے گند کر دیتے ہیں تو قطع نظر اس کے کہ کس کی ڈیوٹی ہے جو بھی گند دیکھے اس کو اٹھا کر جہاں بھی کوڑا پھینکنے کے لئے ڈسٹ بن یا ڈبے وغیرہ رکھے گئے ہیں ان میں پھینکیں۔ اور مہمان بھی اور میزبان بھی دونوں ان چیزوں کا خیال رکھیں۔ یعنی یہ صرف کارکنان یا میزبانوں کا کام نہیں ہے بلکہ جو بھی دیکھے جلسہ میں جو بھی شامل ہونے آیا ہے اگر گندگی دیکھے تو اس کو صاف کرے۔ کوئی ڈبے پڑے ہیں، گلاس پڑے ہیں، کوئی ریپر پڑے ہیں، کوئی اس قسم کی چیز فوراً اٹھا کر ڈسٹ بن میں ڈالیں۔

ابوداؤد کی ایک حدیث ہے حضرت ابو شریحؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ مہمان کی عزت کرے۔ ایک دن رات تک اس کی خدمت تو اس کا انعام شمار ہوگی جبکہ تین دن تک مہمان نوازی ہوگی۔ اس کے بعد (کی خدمت) صدقہ ہے۔ اور اس (مہمان) کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ اس کے ہاں ٹھہرا رہے اور اس کو تکلیف میں ڈالے۔ (ابو داؤد۔ کتاب الاطعمة باب الضیافة)

یہاں کیونکہ دور دور سے مہمان آتے ہیں اس لئے کوشش ہوتی ہے کہ جتنا رک سکتے ہیں رکیں۔ لیکن پھر بھی یہی کوشش کرنی چاہئے اگر جماعتی نظام کے تحت آپ ٹھہرے ہوئے ہیں تو جلسے کے بعد جتنی جلدی واپس جا سکتے ہیں چلے جائیں۔ لیکن کارکنان پر بہرحال یہ لازم ہے، جو میزبان ہیں، اور ان کا یہ فرض ہے کہ مہمان کی مہمان نوازی اسی طرح خوش خلقی سے کرتے رہیں جب تک انتظام کے تحت اس مہمان نوازی کا انتظام ہے۔ یہ نہیں کہ ادھر جلسہ ختم ہوا اور ادھر ڈیوٹی والے کارکن غائب۔ پتہ نہیں کہاں گئے۔ اور انتظامیہ پریشان ہو رہی ہو۔ تو جو بھی ڈیوٹی دیں پوری محنت اور دیانتداری سے دیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق دے۔ لیکن یہاں ایک وضاحت کر دوں کہ جو مہمان آتے ہیں اور اپنے عزیزوں کے ہاں ٹھہرتے ہیں وہاں وہ قرابت داروں کا سلوک ہوگا۔ تو ایسے عزیزوں رشتہ داروں کے پاس جو مہمان ٹھہرے ہیں وہ ان کی مہمان نوازی بہرحال کریں۔

صحیح مسلم کی ایک حدیث ہے۔ حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ معمولی نیکی کو بھی حقیر نہ سمجھو اگرچہ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آنے کی ہی نیکی ہو۔

(صحیح مسلم۔ کتاب البِرِّ وَالصِّلَةِ باب اِسْتِحْبَابُ طَلَاقَةِ الْوَجْهِ عِنْدَ اللِّقَآءِ)

اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہمان نوازی کے کیا انداز تھے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ روایت کرتے ہیں کہ مہمان نوازی کا یہ عالم تھا کہ شروع میں جب مہمانوں کی زیادہ کثرت نہیں تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحت بھی نسبتاً بہتر تھی، آپؑ اکثر مہمانوں کے ساتھ اپنے مکان کے مردانہ حصہ میں اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور کھانے کے دوران میں ہر قسم کی بے تکلّفانہ گفتگو کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ گویا ظاہری کھانے کے ساتھ علمی اور روحانی کھانے کا دسترخوان بھی بچھ جاتا تھا۔ ایسے موقعوں پر آپ عموماً ہر مہمان کا خود ذاتی طور پر خیال رکھتے تھے اور اِس بات کی نگرانی فرماتے تھے کہ اگر کبھی دسترخوان پر ایک سے زیادہ کھانے ہوں تو ہر شخص کے سامنے دسترخوان کی ہر چیز پہنچ جائے۔ عموماً ہر مہمان کے متعلق دریافت فرماتے رہتے تھے کہ کسی خاص چیز مثلاً دودھ یا چائے یا لسی یا پان کی عادت تو نہیں۔ اور پھر حتی الوسع ہر ایک کے لئے اُس کی عادت کے موافق چیز مہیا فرماتے تھے۔ بعض اوقات اگر آپ کو معلوم ہوتا کہ کسی مہمان کو اچار کا شوق ہے اور اچار دسترخوان پر نہیں ہوتا تھا تو خود کھانا کھاتے کھاتے اُٹھ کر اندرون خانہ تشریف لے جاتے اور اندر سے اچار لا کر ایسے مہمان کے سامنے رکھ دیتے تھے۔ اور چونکہ آپؑ بہت تھوڑا کھانے کی وجہ سے جلد شکم سیر ہو جاتے تھے اس لئے سیر ہونے کے بعد بھی آپؑ روٹی کے چھوٹے چھوٹے ذرّے اٹھا کر منہ میں ڈالتے رہتے تھے تا کہ کوئی مہمان اِس خیال سے کہ آپؑ نے کھانا چھوڑ دیا ہے دسترخوان سے بھوکا ہی نہ اُٹھ جائے۔ (سیرت طیبہ۔ صفحہ ۱۱۳)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

’’تیسری شاخ اس کارخانہ کی واردین اور صادرین اور حق کی تلاش کے لئے سفر کرنے والے اور دیگر اغراض متفرقہ سے آنے والے ہیں جو اس آسمانی کارخانہ کی خبر پا کر اپنی اپنی نیتوں کی تحریک سے ملاقات کے لئے آتے رہتے ہیں۔ یہ شاخ بھی برابر نشوونما میں ہے۔ اگرچہ بعض دنوں میں کچھ کم مگر بعض دنوں میں نہایت سرگرمی سے اس کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اِن سات برسوں میں ساٹھ ہزار سے کچھ زیادہ مہمان آئے ہوں گے اور جس قدر اُن میں سے مستعد لوگوں کو تقریری ذریعوں سے روحانی فائدہ پہنچایا گیا اور اُن کے مشکلات حل کر دئے گئے۔ اور اُن کی کمزوری کو دور کر دیا گیا اس کا علم خدا تعالیٰ کو ہے۔ مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ زبانی تقریریں جو سائلین کے سوالات کے جواب میں کی گئیں یا کی جاتی ہیں یا اپنی طرف سے محل اور موقعہ کے مناسب کچھ بیان کیا جاتا ہے یہ طریق بعض صورتوں میں تالیفات کی نسبت

انٹرنیشنل فون کالز

انتہائی ارزاں نرخوں پر

سٹار کالنگ کارڈز کے بعد اب سمارٹ فون سسٹمز پیش کرتے ہیں

ہوم اینڈ بزنس اکاؤنٹس

اب گھر بیٹھے صرف ایک فون کال کر کے یا بذریعہ انٹرنیٹ اکاؤنٹ کھلوائیں

مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں

SMART PHONE SYSTEMS LTD

Free Phone: 0800 635 9000

www.smartphonesystems.co.uk

نہایت مفید اور مؤثر اور جلد تر دلوں میں بیٹھنے والا ثابت ہوا ہے''۔

(فتح اسلام۔ روحانی خزائن۔ جلد سوم۔ صفحہ ۱۴، ۱۵)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہمانوں نوازی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ لکھتے ہیں کہ حضرت صاحبؑ مہمانوں کی خاطر داری کا بہت اہتمام رکھا کرتے تھے۔ جب تک تھوڑے مہمان ہوتے تھے آپؑ خود اُن کے کھانے اور رہائش وغیرہ کا انتظام کیا کرتے تھے۔ جب مہمان زیادہ ہونے لگے تو خدام حافظ حامد علی صاحب، میاں نجم الدین صاحب وغیرہ کو تاکید فرماتے رہتے تھے کہ دیکھو مہمانوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ اُن کی تمام ضروریات، خورونوش و رہائش کا خیال رکھا کرو۔ بعض کو تم شناخت کرتے ہو اور بعض کو نہیں۔ اس لیے مناسب یہ ہے کہ سب کو واجب الاکرام جان کر تواضع کرو۔ سردی کا موسم ہے چائے پلاؤ اور تکلیف کسی کو نہ ہو۔ تم پر میرا حسن ظن ہے کہ مہمانوں کو آرام دیتے ہو۔ ان سب کی خوب خدمت کرو۔ اگر کسی کو گھر یا مکان میں سردی ہو تو لکڑی یا کوئلہ کا انتظام کردو۔

(ذکر حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ۔ صفحہ ۱۹۵)

پھر اسی طرح ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ:

''لنگر خانہ کے مہتمم کو تاکید کردی جاوے کہ وہ ہر ایک شخص کی احتیاج کو مدنظر رکھے مگر چونکہ وہ اکیلا آدمی ہے اور کام کی کثرت ہے ممکن ہے کہ اُسے خیال نہ رہتا ہو، اس لیے کوئی دوسرا شخص یاد دلا دیا کرے۔ کسی کے میلے کپڑے وغیرہ دیکھ کر اس کی تواضع سے دست کش نہ ہونا چاہیے، کیونکہ مہمان تو سب یکساں ہی ہوتے ہیں اور جو نئے ناواقف آدمی ہیں تو یہ ہمارا حق ہے کہ اُن کی ہر ایک ضرورت کو مدنظر رکھیں۔ بعض وقت کسی کو بیت الخلا کا ہی پتہ نہیں ہوتا تو اُسے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مہمانوں کی ضروریات کا بڑا خیال رکھا جاوے۔ مَیں تو اکثر بیمار رہتا ہوں، اس لیے معذور ہوں۔ مگر جن لوگوں کو ایسے کاموں کے لئے قائم کیا ہے یہ اُن کا فرض ہے کہ کسی قسم کی شکایت نہ ہونے دیں۔

(اخبار ''الحکم'' ۲۴؍نومبر ۱۹۰۴ء۔ صفحہ ۱، ۲)

پھر حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مغرب کی نماز کے بعد مسجد مبارک قادیان کی اُوپر کی چھت پر چند مہمانوں کے ساتھ کھانا کھانے کے انتظار میں تشریف فرما تھے۔ اُس وقت ایک احمدی دوست میاں نظام دین صاحب ساکن لدھیانہ جو بہت غریب آدمی تھے اور اُن کے کپڑے بھی پھٹے پُرانے تھے، حضور سے چار پانچ آدمیوں کے فاصلے پر بیٹھے تھے۔ اتنے میں چند معزز مہمان آکر حضور کے قریب بیٹھتے گئے اور اُن کی وجہ سے ہر دفعہ میاں نظام دین کو پرے ہٹنا پڑا حتی کہ وہ ہٹتے ہٹتے جُوتیوں کی جگہ پر پہنچ گئے۔ اتنے میں کھانا آیا تو حضور نے، جو یہ سارا نظارہ دیکھ رہے تھے، ایک سالن کا پیالہ اور کچھ روٹیاں ہاتھ میں اُٹھالیں اور میاں نظام دین سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''آؤ میاں نظام دین! ہم اور آپ اندر بیٹھ کر کھانا کھائیں۔'' یہ فرما کر حضور مسجد کے ساتھ والی کوٹھڑی میں تشریف لے گئے اور حضورؑ نے اور میاں نظام دین نے کوٹھڑی کے اندر اکٹھے بیٹھ کر ایک ہی پیالے میں کھانا کھایا۔ اُس وقت میاں نظام دین خوشی سے پھُولے نہیں سماتے تھے اور جو لوگ میاں نظام دین کو عملاً پرے دھکیل کر حضرت مسیح موعودؑ کے قریب بیٹھ گئے تھے وہ شرم سے کٹے جاتے تھے۔

(سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ ۱۸۸)

پھر حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بیان کرتے ہیں:-

جب مَیں ۱۹۰۱ء میں ہجرت کرکے قادیان چلا آیا اور اپنی بیوی اور بچوں کو ساتھ لایا...... ایک شب کا ذکر ہے کہ کچھ مہمان آئے جن کے واسطے جگہ کے انتظام کے لئے حضرت ام المؤمنین حیران ہو رہی تھیں کہ سارا مکان تو پہلے ہی کشتی کی طرح پُر ہے اب ان کو کہاں ٹھہرایا جائے۔ اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اکرام ضیف کا ذکر کرتے ہوئے حضرت بیوی صاحبہ کو پرندوں کا ایک قصہ سنایا۔ چونکہ مَیں بالکل ملحقہ کمرے میں تھا اور کواڑوں کی ساخت پرانے طرز کی تھی جن کے اندر سے آواز بآسانی دوسری طرف پہنچتی رہتی ہے۔ اس واسطے مَیں نے اس سارے قصہ کو سنا۔ فرمایا۔ دیکھو ایک دفعہ جنگل میں ایک مسافر کو شام ہوگئی۔ رات اندھیری تھی۔ قریب کوئی بستی اُسے دکھائی نہ دی اور وہ ناچار ایک درخت کے نیچے رات گزارنے کے واسطے بیٹھ رہا۔ اُس درخت کے اوپر ایک پرند کا آشیانہ تھا۔ پرندہ اپنی مادہ کے ساتھ باتیں کرنے لگا کہ دیکھو یہ مسافر جو ہمارے آشیانہ کے نیچے زمین پر آ بیٹھا ہے یہ آج رات ہمارا مہمان ہے اور ہمارا فرض ہے کہ اس کی مہمان نوازی کریں۔ مادہ نے اس کے ساتھ اتفاق کیا اور ہر دو نے مشورہ کرکے یہ قرار دیا کہ ٹھنڈی رات ہے اور اس ہمارے مہمان کو آگ تاپنے کی ضرورت ہے اور تو کچھ ہمارے پاس نہیں، ہم اپنا آشیانہ ہی توڑ کر نیچے پھینک دیں تاکہ وہ ان لکڑیوں کو جلا کر آگ تاپ لے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور سارا آشیانہ تنکا تنکا کرکے نیچے پھینک دیا اس کو مسافر نے غنیمت جانا اور اُن سب لکڑیوں کو تنکوں کو جمع کرکے آگ جلائی اور تاپنے لگا۔ تب درخت پر اس پرندوں کے جوڑے نے پھر مشورہ کیا کہ آگ تو ہم نے اپنے مہمان کو بہم پہنچائی اور اُس کے واسطے سینکنے کا سامان مہیا کیا۔ اب ہمیں چاہئے کہ اُسے کچھ کھانے کو بھی دیں۔ اور تو ہمارے پاس کچھ نہیں۔ ہم خود ہی اس آگ میں جا گریں اور مسافر ہمیں بھون کر ہمارا گوشت کھالے۔ چنانچہ اُن پرندوں نے ایسا ہی کیا اور مہمان نوازی کا حق ادا کیا''۔

(ذکر حبیب صفحہ ۸۵ تا ۸۷ مصنفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ)

تو یہ ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا طریق واسلوب مہمان نوازی۔ اور یہ توقعات ہیں۔ ہم سے تو خدا کا مسیح نہ آشیانے کی قربانی مانگ رہا ہے نہ جان کی قربانی مانگ رہا ہے۔ صرف کچھ وقت ہے اور تھوڑی سی بے آرامی کی قربانی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کے لئے جو ہم نے کرنی ہے اور اتنی سی قربانی سے ہی آپ اور یہ تمام کارکنان جو ہیں آپ کی آمد کے مقصد کو پورا کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ پہلے سے بڑھ کر مہمانوں کی خدمت کرنے کی تمام کارکنوں کو توفیق عطا فرمائے۔

اب کچھ انتظامی اور تربیتی ہدایات ہیں جو میزبانوں اور مہمانوں دونوں کے لئے ہیں۔ وہ میں ابھی آپ کو بتاتا ہوں۔ اور کوشش کریں کہ تمام امور کو خوش اسلوبی سے سرانجام دینے کے لئے ان پر عمل کیا جائے۔

نمبر ایک یہ ہے کہ مسجد میں اور مسجد کے ماحول میں اس کے آداب اور تقدس کا خیال رکھیں۔ اب جلسہ سالانہ کے دنوں میں اسلام آباد میں ہی تمام انتظامات ہوں گے۔ تو جو مارکی جلسہ کے لئے لگائی جاتی ہے اسی میں نمازیں ہوں گی۔ اس لئے اس وقت کے لئے اس کو آپ کو مسجد کا ہی درجہ دینا ہوگا۔ اور مکمل طور پر وہاں اس تقدس کا خیال رکھنا ہوگا۔

پھر یہ ہے کہ جلسہ کے ایام میں بالخصوص ذکر الٰہی اور درود پڑھتے ہوئے گزاریں اور التزام کے ساتھ نمازوں کی پابندی کریں۔ اب اتنی دور سے مہمان تشریف لائے ہیں تو اگر نمازیں بھی نہ پڑھیں اور ان کی پابندی نہ کی تو پھر فائدہ کوئی نہیں ہوگا۔ اسی طرح انتظامیہ کے لئے یہ ہے کہ لنگر خانہ میں یا ایسی ڈیوٹیاں جہاں سے ہلنا ان کے لئے مشکل ہے وہاں نماز کی ادائیگی کا انتظام ہونا چاہئے۔ اور ان کے افسران کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس بات کا خیال رکھیں۔

انگلستان کے احمدیوں کو چاہئے کہ ذوق وشوق کے ساتھ اس جلسہ میں شریک ہوں۔ یہ آپ کا جلسہ سالانہ ہے۔ بغیر کسی عذر کے کوئی غیر حاضر نہ رہے۔ بعض لوگ تین دن کی بجائے صرف دو دن یا ایک دن کے لئے آجاتے ہیں اور ان کے آنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جلسہ کی برکات کے حصول کے بجائے میل ملاقات ہو۔ حالانکہ جلسہ کی برکات کو اگر مدنظر رکھا جائے تو تین دن حاضر رہنا ضروری ہے۔ جس حد تک ممکن ہو جلسہ کی تقاریر اور باقی پروگرام پوری توجہ اور خاموشی سے سنیں اور وقت کی قدر کرتے ہوئے کسی بھی صورت اسے ضائع نہ کریں۔

پھر یہ ہے کہ نماز کے دوران بعض اوقات بچے رونے لگ جاتے ہیں جس سے بعض لوگوں کی نماز میں بہر حال توجہ بٹتی ہے، خراب ہوتی ہے۔ جو نماز کا تعلق تھا وہ جاتا رہتا ہے۔ تو اس صورت میں والدین کو چاہئے اگر والد کے پاس بچہ ہے یا والدہ کے پاس بچہ ہے کہ وہ اس کو باہر لے جائیں۔ یہ بہتر ہے کہ اس اکیلے کی نماز خراب ہو، بجائے اس کے کہ پورے ماحول میں بچے کے شور کی وجہ سے رونے کی وجہ سے نمازیوں کی نماز خراب ہو رہی ہو۔ نیز اگر چھوٹی عمر کے بچے ہیں تو مائیں جو ہیں اگر یا باپوں کے پاس ہے تو باپ، پہلی صفوں میں بیٹھنے کی کوشش نہ کریں۔ بلکہ پیچھے جاکر بیٹھیں تاکہ اگر ضرورت پڑے تو نکلنا بھی آسان ہو۔

اسی طرح نمازوں کے دوران اپنے موبائل فون بھی بند رکھیں۔ بعضوں کو عادت ہوتی ہے کہ فون لے کر نمازوں پر آجاتے ہیں اور پھر جب گھنٹیاں بجنا شروع ہوتی ہیں تو بالکل توجہ بٹ جاتی ہے نماز سے۔ اور جلسہ کی تقریروں کے درمیان بھی مائیں اپنے بچوں کو خاموش رکھنے کی کوشش کرتی رہیں اور اس کے لئے بہتر یہی ہے کہ پیچھے جاکر بیٹھیں۔

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

فضول گفتگو سے اجتناب کریں۔ باہمی گفتگو میں دھیما پن اور وقار قائم رکھیں۔ تلخ گفتگو سے اجتناب کریں۔ جیسا کہ مَیں پہلے بھی اوپر ذکر کر چکا ہوں کہ آپس میں ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھیں، کسی بھی قسم کی تلخی پیدا نہیں ہونی چاہئے۔ نہ مہمانوں کی آپس میں نہ مہمانوں اور میز بانوں کی، اور نہ میز بانوں کی آپس میں۔ تو کسی بھی شکل میں کوئی تلخی نہ ہو۔ بلکہ ایک روحانی ماحول ہو جو ہر دیکھنے والے کو نظر آتا ہو۔ اور پھر یہ ہے کہ بعض لوگ بلند آواز سے عادتاً تُو تُو مَیں مَیں کر کے باتیں کر رہے ہوتے ہیں یا ٹولیوں کی صورت میں بیٹھ کر قہقہے لگا رہے ہوتے ہیں۔ تو ان تین دنوں میں ان تمام چیزوں سے جس حد تک پرہیز کر سکتے ہیں کریں بلکہ مکمل طور پر پرہیز کرنے کی کوشش کریں۔ ویسے بھی یہ کوئی ایسی اچھی عادت نہیں۔

دوسرے مختلف قسم کے لوگ یہاں آئے ہوئے ہوتے ہیں۔ بعض اونچا سننے والے ہیں، بعض زبان نہ سمجھنے والے ہیں تو دیکھنے والا بعض دفعہ باتیں کر رہا ہوتا ہے اور ان کی طرف دیکھ کر ہنس رہا ہوتا ہے جس سے بلاوجہ غلط فہمی پیدا ہوتی ہے تو ان چیزوں سے بچنا چاہئے، پرہیز کرنی چاہئے۔

ایک اور ضروری ہدایت یہ ہے کہ بازار بھی جلسہ کے دوران بند رہیں گے۔ تو مہمان بھی اس بات کا خیال رکھیں کہ بلاوجہ جن لوگوں نے دکانیں بنائی ہوئی ہیں یا سٹال لگائے ہیں ان کو مجبور نہ کریں کہ اس دوران دکانیں کھولیں یا آپ وہاں بیٹھے رہیں۔ اگر مجبوری ہو تو چند ضروری چیزیں مہیا ہو سکتی ہیں لیکن انتظامیہ اس بات کا بھی جائزہ لے گی کہ کس حد تک اجازت دینی ہے۔

پھر ہے کہ اسلام آباد کے ماحول میں تنگ سڑکوں پر چلنے میں احتیاط اور شور وغل سے پرہیز کریں۔ یہ باہر سے آنے والوں کے لئے خاص طور پر یہ بات یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ اس ماحول میں یہ نہ سمجھیں کہ آبادی نہیں ہے۔ تھوڑی بہت آبادی تو ہوتی ہے تو بلاوجہ شور وغل نہیں ہونا چاہئے۔

پھر گاڑیاں پارک کرتے وقت خیال رکھیں کہ وہ لوگوں کے گھروں کے سامنے یا ممنوعہ جگہوں پر پارک نہ ہوں۔ نہ بیت الفضل کی سڑکوں پر اور نہ اسلام آباد میں۔

ٹریفک کے قواعد کو ملحوظ رکھیں اور جلسہ گاہ میں شعبہ پارکنگ کے منتظمین سے مکمل تعاون کریں۔ یہاں قیام کے دوران دوسرے ملکی قوانین کی بھی پوری پاسداری کریں، پوری پابندی کریں اور بالخصوص ویزا کی میعاد ختم ہونے سے پہلے پہلے ضرور واپس تشریف لے جائیں۔ اور جو دوست جلسہ سالانہ کی نیت سے ویزا لے کر یہاں آئے ہیں انہیں بہرحال اس کی بہت سختی سے پابندی کرنی ہوگی۔

پھر صفائی کے آداب ہیں۔ ٹائلٹ میں صفائی کو ملحوظ رکھیں۔ یاد رکھیں کہ صفائی بھی ایمان کا حصہ ہے۔ پھر یہ ہے کہ خواتین کے لئے ہدایت ہے کہ خواتین گھومنے پھرنے میں احتیاط اور توجہ کی رعایت رکھیں۔ تاہم جو خواتین احمدی مسلمان نہیں اور پردے کی ایسی پابندی نہیں کرتیں ان سے صرف پردے کی درخواست کرنا ہی کافی ہے۔ ہرگز کوئی زبردستی کرنے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی ہونی چاہئے۔ اگر کسی وجہ سے کسی احمدی کو بھی نقاب کی دقت ہو تو پھر ایسی خواتین میک اپ میں نہیں ہونی چاہئیں۔ سادہ رہیں کیونکہ میک اپ کرنا بہرحال مناسب نہیں۔ سر ڈھانپنے کی عادت کو اچھی طرح سے رواج دیں۔ ایک ایسا ماحول پیدا ہو، خواتین کی طرف سے نظر آنا چاہئے کہ روحانی ماحول میں ہم یہ دن بسر کر رہے ہیں۔ پردہ نہ کرنے کے بہانے نہیں تلاش ہونے چاہئیں۔ اگر کوئی مجبوری ہے تو بہرحال جس حد تک حجاب ہے اس کو قائم رکھنا چاہئے اور یہ حکم بھی ہے۔

پھر ایک ہدایت ان لوگوں کے لئے ہے جو بعض دفعہ، عموماً تو یہ نہیں ہوتا، لیکن بعض دفعہ بعض مقامی لوگ لفٹ دیتے ہیں مہمانوں کو اور پیسوں کا مطالبہ کرتے ہیں۔ تو بہرحال مہمان نوازی کے پیش نظر اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

پھر مہمانوں کی عزت و احترام اور خدمت کو اپنا شعار بنائیں اور محبت خلوص اور ایثار و قربانی کے جذبہ سے ان کی بے لوث خدمت کریں۔ یہ پہلے بھی مَیں کہہ آیا ہوں۔ کارکنان کو مہمانوں کے ساتھ نرم لہجہ اور خوش دلی سے بات کرنی چاہئے۔ اس میں پہلے بھی حدیث کے حوالے سے عرض کر چکا ہوں۔ نظم وضبط کا خیال رکھیں اور منتظمین جلسہ سے بھرپور تعاون کریں اور ان کی ہر طرح سے اطاعت کریں۔ پھر ایک چیز یہ دیکھنے میں آتی ہے کہ ان دنوں میں بعض دفعہ کھانے کا بہت ضیاع ہوتا ہے۔ کھانے کے آداب میں تو یہ ہے کہ جتنا پلیٹ میں ڈالیں اس کو مکمل ختم کریں۔ کوئی ضیاع نہیں ہونا چاہئے۔ بلاوجہ حرص میں آ کر زیادہ ڈال لیا یا دیکھا دیکھی ڈال لیا۔ اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کریں کہ اس قسم کی کوئی حرکت نہیں ہونی چاہئے جس کا دوسروں پر برا اثر پڑ رہا ہو۔ اور یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ کھانا جو ضائع ہو رہا ہوتا ہے اکثر کارکنان کا یہ قصور نہیں ہوتا بلکہ لینے والے کا قصور ہوتا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے عرض کیا ہے اتنا ہی لیں جتنا آپ ختم کر سکیں۔ لیکن کارکنان کے لئے بہرحال یہ ہدایت ہے کہ اگر کوئی مطالبہ کرتا ہے کہ مزید دو اور زیادہ لے لیتا ہے تو اسے نرمی سے سمجھائیں۔ سختی سے کسی مہمان کو بھی انکار نہیں کرنا اور نہ یہ کسی کارکن کا حق ہے۔ پیار سے کہہ سکتے ہیں کہ ختم ہو جائے تو دوبارہ آ کر لے لیں۔

پھر صفائی کے متعلق پہلے بھی مَیں نے کہا تھا۔ غسل خانوں کی صفائی۔ یہاں یہ ہے کہ عمومی صفائی۔ کھانا جہاں آپ کھا رہے ہوں ان جگہوں پر بعض لوگ کھانا کھا کر خالی برتنوں کو وہیں رکھ جاتے ہیں اور ڈسٹ بن میں نہیں ڈالتے۔ اور یہ معمولی سی بات ہے۔ ایک تو کارکنان کا کام بڑھ جاتا ہے۔ اس عرصہ میں وہ کوئی اور کام کر سکتے ہیں۔ دوسرے گندگی پھیلتی ہے جو ویسے بھی حکم ہے کہ صفائی بھی ایمان کا حصہ ہے۔ تو جیسا کہ پہلے مَیں نے عرض کیا تھا کہ سڑکوں کی اور گراؤنڈز کی اور جلسہ گاہ کی صفائی کریں۔ تو ہر جگہ پورے ماحول کی صفائی کی ضرورت ہے۔ اور صفائی کا خاص طور پر خیال رکھیں۔ اس ماحول میں ظاہری صفائی کا بہت خیال رکھا جاتا ہے۔ تو بلاوجہ انتظامیہ کو بھی اعتراض کا موقع نہ دیں اور اپنی یادداشت میں محفوظ کر لیں کہ صفائی کو ہر صورت میں آپ نے قائم رکھنا ہے۔

پھر یہ جماعتی جلسہ ہے کوئی میلہ نہیں ہے اور نہ اس میں میلہ سمجھ کر شمولیت ہونی چاہئے۔ اور نہ یہ صرف میل ملاقات اور خرید و فروخت یا فیشن کا اظہار ہونا چاہئے۔ بعض دفعہ خواتین میں یہ دیکھا گیا ہے کہ عورتیں اکٹھی ہوئیں، باتیں کیں اور بس ختم۔ اور یہ پتہ ہی نہیں ہوتا کہ کیا تقریریں ہوئیں اور کیا کہا گیا، کس قسم کے تربیتی پروگرام تھے۔ تو انتظامیہ اس بات کی خاص نگرانی رکھے۔ اب دنیا میں ہر جگہ، بعض اور جگہوں سے بھی شکایات آ جاتی ہیں کہ جلسوں میں یہ یہ بدانتظامی ہوئی۔ تو ہمارے احمدی ماحول میں دنیا میں ہر جگہ جہاں بھی جلسے ہو رہے ہوں اس بات کا خاص اہتمام ہونا چاہئے کہ خواتین بھی، بچے بھی خاموشی سے بیٹھ کر جلسہ سنیں اور اس سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔

پھر بعض دفعہ شکایات آ جاتی ہیں کہ باہر سے آنے والے یہاں اپنے عزیزوں سے، تعلق والوں سے، رشتہ داروں سے قرض لینا شروع کر دیتے ہیں شاپنگ کرنے کے لئے۔ تو یہ بھی قناعت کی صفت کو گدلا کرنے والی بات ہے۔ اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اتنا ہی خرچ کرنا چاہئے جتنی توفیق ہے آپ کو۔ اب یہاں کوئی شاپنگ کرنے کے لئے تو نہیں آئے۔ جس غرض کے لئے آئے ہیں وہ جلسہ سالانہ ہے، اپنی تربیت کے لئے ایک روحانی ماحول میں شامل ہونے کے لئے آتے ہیں تو اسی روحانی مائدہ سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں اور دنیا کو چھوڑیں۔

جیسا کہ مَیں نے پہلے عرض کیا تھا مہمان نوازی کے سلسلہ میں کہ تین دن کی مہمان نوازی تو ہے لیکن جو لوگ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کے گھروں میں ٹھہرتے ہیں تو اگر وہ شوق سے ان کو ٹھہرا بھی لیا جائے تو ہرگز مہمان نوازی نہیں بلکہ اقرباء کے حق میں آتے ہیں۔ ان کو جتنا ٹھہرا سکتے ہیں ٹھہرائیں۔ یہ نہیں کہ انتظامیہ نے کہہ دیا تھا کہ تین دن سے زیادہ نہ ٹھہرو تو اپنے تعلقات ہی بگاڑ لیں۔

پھر ایک بہت اہم چیز ہے حفاظتی نقطہ نگاہ سے نگرانی کرنا۔ اپنے ماحول پر گہری نظر رکھنا۔ ہر ایک کا فرض ہے کہ اگر اجنبی آدمی ہو تو متعلقہ شعبہ کو اس کی اطلاع کر دیں۔ خود کسی سے بھی چھیڑ چھاڑ نہیں کرنی چاہئے۔ جہاں ہر آدمی جو جلسہ میں شامل ہو رہا ہے وہ اپنے ماحول پر نظر رکھے اور اگر اطلاع کرنا ہو انتظامیہ کو تو اس کے متعلق خبردار رہنا چاہئے تاکہ ہر حرکت کی فوری کارروائی آپ دیکھ سکیں، نوٹ کر سکیں اور جو کارروائی ہو سکے، کسی ساتھ والے کو بتا سکیں جو انتظامیہ تک پہنچا دے۔ اس کا سب سے بہترین طریقہ یہی ہے کہ ہر آدمی زیادہ دور تک نظر تو نہیں رکھ سکتا۔ مگر اپنے دائیں بائیں اپنے ساتھیوں پر بہرحال نظر رکھیں جن کو آپ جانتے نہ ہوں۔ تو یہی بہت بڑی سیکیورٹی ہے جماعت احمدیہ کی۔

شاید بعض وجوہ کی بنا پر انتظامیہ اپنا چیکنگ کا نظام اس دفعہ جلسہ پر سخت کرے۔ تو ان سے مکمل تعاون کریں اور خاص طور پر خواتین۔ ان میں صبر کچھ کم ہوتا ہے، جلدی بے صبر ہو جاتی ہیں۔ تو ان کو بھی مکمل تعاون کرنا چاہئے۔ یہ بھی ہماری ٹریننگ کا ایک حصہ ہے۔ اور آپ کے فائدے کے لئے ہی ہے۔ تو اس بارہ میں خاص تعاون کی اپیل ہے۔ اسلام آباد کی حدود میں داخلہ سے قبل متعلقہ حفاظتی عملہ کے سامنے خود ہی چیکنگ کے لئے پیش ہو جایا کریں۔ حفاظت کا سب سے بہتر طریقہ یہی ہے۔ اور یہ تأثر نہ پڑے کہ آپ

M. S. DOUBLE GLAZING LTD

Supplier & Installers

UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries

For Friendly Quote Please Contact: ***Muhammad Sajid Qamar***

Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685

Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee

احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

مجبوراً آمادہ کئے گئے ہیں۔ ہر وقت شناختی کارڈ لگا کر رکھیں۔ اور اگر کوئی اس کے بغیر نظر آئے تو اس کو بھی نرمی سے توجہ دلا دیں۔ اس سے ایک تو انتظامیہ کو پتہ لگتا رہے گا کہ ہر ایک کو کارڈ Issue ہوا ہوا ہے۔ اور یہ تو پتہ ہی ہے کہ ہر ایک کو کارڈ Issue ہے۔ اس سے یہ پتہ لگ جائے گا کہ جو کارڈ کے بغیر ہے اس کی چیکنگ کرنی ہے۔ دوسرے ہر آنے والا مہمان یا جو بھی شامل ہو رہا ہے جلسہ میں اس کو بھی احساس ہوگا کہ یہ کارڈ کے بغیر ہے اس پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔

پھر یہ ہے کہ قیمتی اشیاء اور نقدی وغیرہ کی حفاظت کا خاص خیال رکھیں۔ اور یہ آپ کی اپنی ذمہ داری ہے انتظامیہ ہرگز اس کی ذمہ داری نہیں لے گی۔

اور سب سے ضروری بات یہ ہے کہ اس جلسہ کو ہرگز عام دنیاوی جلسوں یا میلوں کی طرح نہ سمجھا جائے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ''یہ جلسہ ایسا تو نہیں ہے کہ دنیا کے میلوں کی طرح خواہ مخواہ التزام اس کا لازم ہے بلکہ اس کا انعقاد صحتِ نیت اور حسن ثمرات پر موقوف ہے''۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ''یہ دنیا کے تماشوں میں سے کوئی تماشا نہیں۔''

(مجموعہ اشتہارات۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۴۴۰۔۴۴۳)

تو ان ساری باتوں کو مدنظر رکھیں اور سب سے اہم دعا ہے۔ دعاؤں پر زور دیں۔ جلسہ پر آتے بھی اور جاتے بھی دعاؤں سے سفر شروع کریں اور سفر کے دوران بھی دعائیں کرتے رہیں اور بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ جلسوں میں شمولیت کی خاطر گھر سے دیر سے نکلے اور جلسہ میں شامل ہونے کی جلدی ہوتی ہے تو اگر تھکے ہوئے ہیں یا بے آرامی ہے کسی بھی صورت میں آرام کئے بغیر سفر شروع نہ کریں۔ خاص طور پر وہ لوگ جو خود ڈرائیو کر رہے ہوں بہت احتیاط کریں۔ ذرا سی بے احتیاطی سب کی تکلیف کا باعث بن جاتی ہے اور راستے میں بھی اگر تھکاوٹ یا نیند محسوس کریں تو جو بھی قریبی سروس آئے وہاں رک کر آرام کر لیں۔ ٹریفک کے قوانین کا جیسے میں نے پہلے کہا تھا احترام کریں۔ Speed Limit کی پابندی کریں۔ ان دعاؤں کو یاد رکھیں جو آنحضرت ﷺ سفر سے پہلے کیا کرتے تھے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سفر کے ارادہ سے اونٹ پر بیٹھ جاتے تو تین بار تکبیر کہتے اور پھر یہ دعا مانگتے ''سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَاھٰذَا وَمَاکُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ۔ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْن''۔ یعنی پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے تابع فرمان کیا حالانکہ ہم میں اسے قابو میں رکھنے کی طاقت نہیں تھی۔ ہم اپنے رب کی طرف جانے والے ہیں۔ اے ہمارے خدا ہم تجھ سے اپنے اس سفر میں بھلائی اور تقویٰ چاہتے ہیں۔ تو ہمیں ایسے نیک عمل کرنے کی توفیق دے جو تجھے پسند ہیں۔ اے ہمارے خدا تو ہمارا یہ سفر آسان کردے اور اس کی دوری کو لپیٹ یعنی جلد طے ہو جائے، آرام سے طے ہو جائے۔ اے ہمارے خدا تو سفر میں ہمارے ساتھ ہو اور پیچھے گھر میں بھی خبر گیر ہو۔ اے ہمارے خدا میں تیری پناہ مانگتا ہوں سفر کی سختیوں سے، ناپسندیدہ اور بے چین کرنے والے مناظر سے، مال اور اہل وعیال میں برے نتیجہ سے اور غیر پسندیدہ تبدیلی سے۔ پھر جب آپ سفر سے واپس آتے تو یہی دعا مانگتے اور اس میں یہ زیادتی فرماتے کہ ہم واپس آئے ہیں توبہ کرتے ہوئے، عبادت گزار اور اپنے رب کی تعریف میں رطب اللسان بن کر۔ اللہ کرے کہ تمام مہمان یہاں آئیں اور جلسے کے تمام فیوض سے فیضیاب ہوں، برکات سے فیضیاب ہوں اور اپنی جھولیاں بھر کر جائیں۔

❁❁❁❁......❁❁❁......❁❁❁❁

تحریک کفالت یکصد یتامیٰ

(سیکرٹری کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ۔ ربوہ)

اولاد والدین کے لئے نعمت خداوندی ہے۔ وہ بھی اس نعمت سے واقف ہیں جن کو یہ پھل عطا ہوا ہے اور وہ جو اس نعمت سے محروم ہیں ان کی بے چینی اور بے قراری سے بھی اس کی اہمیت اور قدر کا اندازہ ہوتا ہے۔ اسی طرح والدین بھی اولاد کے لئے رحمتِ خداوندی اور بہت بڑا فضل ہے۔ اس عظیم الشان احسان اور فضل کی قدر اُن معصوم اور کملائے ہوئے پھولوں کو دیکھ کر ہوتی ہے جن کے سر پر سایۂ عاطفت نہیں اور وہ پدری شفقت اور پیار سے محروم ہیں۔ جن کے نازنخرے اٹھانے والا کوئی نہیں اور اس نعمت کی حقیقی قدر بھی انہیں ہی معلوم ہے جو زمانے کی بے رحم موجوں کے تھپیڑے کھا رہے ہیں۔

ایسے بے سہارا یتیم بچوں کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۸۹ء میں صدسالہ جشن تشکر کے موقع پر جماعت کی ترقیات کے شکرانے کے طور پر دیگر تحریکات کی طرح یتامیٰ کی پرورش اور خبرگیری کے لئے جماعت کے سامنے تحریک کفالت یکصد یتامیٰ بھی پیش کی۔ حضور نے فرمایا کہ ابتدائی طور پر جماعت ایک سو یتیم بچوں کی پرورش اور کفالت کا انتظام کرے گی۔ ابتدائی مراحل کا کام مکمل ہونے کے بعد حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے ۱۹۹۱ء میں ''کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ'' کا باقاعدہ قیام عمل میں آیا۔ ممبران کمیٹی کے ناموں کی منظوری ہر سال خلیفۃ المسیح ہی دیتے ہیں اور کمیٹی یتامیٰ کے حالات کا جائزہ لینے کے بعد وظائف تجویز کرتی ہے اور حتمی منظوری خلیفۃ المسیح ہی عطا فرماتے ہیں۔

کمیٹی کفالت یتامیٰ ربوہ اپنے قیام سے اب تک ۷۲۱ گھرانوں کے ۲۶۰۰ یتامیٰ کی کفالت وخبر گیری کر چکی ہے۔ اس عرصہ کے دوران ۲۹۹ گھرانوں کے ۱۰۵۰ یتامیٰ بچے برسر روزگار ہوئے اور بچیاں شادیاں ہو کر اپنے گھروں میں آباد ہو چکی ہیں۔ ان میں بہت سے بچے اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہوئے۔ بعض نے یونیورسٹیز میں ٹاپ کیا۔ ڈاکٹر، انجینئر اور جج بنے (الحمدللہ)۔ دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان بچوں کی تربیتی نگرانی اور رہنمائی بھی کی جاتی رہی اور سال میں ایک یا دو مرتبہ مربیان سلسلہ ان بچوں کے گھروں تک پہنچتے رہے اور نماز، تلاوت قرآن کریم، جماعت کے ساتھ رابطہ، اجلاسات میں شرکت وغیرہ کے بارہ میں جائزہ لیا جاتا رہا۔ جہاں کہیں کوئی کمزوری یا کمی محسوس کی گئی توجہ دلائی گئی اور جماعتی نظام سے بھی اس سلسلہ میں معاونت حاصل کی جاتی رہی۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''پھر اس لئے بھی وہ (یتیم) محبت اور حسن سلوک کے مستحق ہوتے ہیں کہ وہ اپنے والدین کے سایۂ عاطفت سے بچپن سے ہی محروم ہو جاتے ہیں اور اس وجہ سے وہ قوم کی ایک قیمتی امانت ہوتے ہیں۔ اگر ان کی صحیح نگرانی کی جائے، ان کی تعلیم وتربیت کا انتظام کیا جائے، ان کو آوارگی سے محفوظ رکھا جائے تو وہ قوم کا ایک مفید وجود بن جاتے ہیں''۔

(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۷)

تحریک کفالت یکصد یتامیٰ پر لبیک کہنے والے احباب جماعت کی رہنمائی کے لئے تحریر ہے کہ ایک یتیم بچے یا بچی کے تعلیمی اور دیگر اخراجات کا اندازۂ خرچ ۔/۵۰۰ روپے سے ۔/۱۵۰۰ روپے ماہانہ ہے۔ آپ اپنی مالی وسعت کے لحاظ سے جو بھی رقم ماہوار مقرر کرنا چاہیں اس کی اطلاع سیکرٹری کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ، دارالضیافت ربوہ کو کردیں۔ وعدہ کے لئے ایک خط لکھ دینا ہی کافی ہے۔ اور اس کے مطابق رقم امانت کفالت یکصد یتامیٰ، خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں براہ راست یا مقامی جماعت کی وساطت سے جمع کروائیں۔ رقم بذریعہ چیک/ ڈرافٹ یا منی آرڈر بنام سیکرٹری کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ، دارالضیافت ربوہ حسب استطاعت اور بغیر وعدے کے بھی بھجوائی جا سکتی ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

❁❁ ❁ ❁❁

نکات معرفت

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

❁ بحث مباحثہ میں دشمن پر غلبہ پانے کی راہ:

اول: بحث کی خواہش اور ابتداء نہ کرو۔

دوم: اگر کوئی مباحثہ کے لئے مجبور کرے تو پھر اللہ سے دعا کرو اور استغفار پڑھو۔

سوم: قرآن شریف ہی سے تمسّک کرو اور اسی سے جواب ڈھونڈو۔

چہارم: یہ دعائیں پڑھو۔

☆......لَااِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔

☆......سُبْحَانَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا۔اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْم۔

☆...... رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ۔

☆...... رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ۔

❁ گناہ سے بچنے کا طریق:

جو شخص گناہ سے بچنا چاہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے علیم وخبیر ہونے اور اپنی موت کو یاد رکھنے سے اپنی مراد پا سکتا ہے۔

❁ غم سے بچنے کے ذرائع:

غم سے بچنے کے تین بڑے اسباب ہیں۔

اوّل: اس امر کا یقین کرلے کہ جو دکھ اور تکلیف آتی ہے وہ شامت اعمال سے آتی ہے اور اس میں الٰہی حکمت ہوتی ہے۔

دوم: کسی دکھ کے آنے سے پہلے یعنی ہمیشہ ہی ذکر الٰہی کرتا رہے اور اپنے گناہوں کے برے نتائج سے حفاظت طلب کرتا رہے۔

سوم: صادقین اور خدا تعالیٰ کے پیاروں کی صحبت میں رہے۔

(مرسلہ: حبیب الرحمن زیروی ۔ ربوہ)

جماعت احمدیہ سویڈن کے واقفینِ نَو کے

پہلے تاریخی اجتماع کا کامیاب انعقاد

(آغا یحییٰ خان۔ مبلغ سلسلہ سویڈن)

۱۳؍اپریل ۱۹۸۷ء جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک خاص اہمیت کا حامل دن ہے کیونکہ اس روز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے تائیدِ الٰہی سے ایک بے حد بابرکت تحریک کا آغاز فرمایا جو تحریکِ وقفِ نو کے نام سے موسوم ہے۔اپنے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے دنیا کے ملک ملک سے احبابِ جماعت نے بڑے جذبے سے اپنے جگر گوشوں کو خدا کے حضور پیش کرنے کی سعادت پائی۔ ان بچوں کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری والدین اور نظامِ جماعت پر ہے۔محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ سویڈن کو پہلا وقفِ نو کا اجتماع مورخہ ۴،۵،۶؍جولائی ۲۰۰۳ء بروز جمعہ ،ہفتہ،اتوار کرانے کی توفیق ملی،الحمدللہ علیٰ ذالک۔

۴؍جولائی بروز جمعۃ المبارک تین بجے اس اجتماع کی افتتاحی تقریب ہوئی جس میں تلاوت نظم وقفِ نو بچوں نے کی اور سیکریٹری صاحب وقفِ نو نے رپورٹ پیش کی اس تقریب کے اختتام پر مکرم نیشنل امیر صاحب نے بچوں اور والدین سے خطاب کیا جس میں حضور کی ہدایات کی روشنی میں بچوں اور والدین کو نصائح فرمائیں اور دعا کے ساتھ یہ تقریب ختم ہوئی۔اس اجتماع میں کُل حاضری اللہ کے فضل سے ۷۷ فیصد رہی۔

جمعہ،ہفتہ اور اتوار کو بھی پروگرام کے مطابق دینی مقابلہ جات ہوتے رہے اس کے علاوہ اصولِ تجوید ،عام دینی معلومات اور نماز کی کلاسوں کے علاوہ بچوں کا الگ الگ جائزہ بھی لیا گیا کہ ان کی دینی علمی حالت کیسی ہے اور ایک جائزہ فارم پُر کیا گیا۔تمام مقابلہ جات میں تمام بچوں نے بڑے ذوق شوق سے حصہ لیا۔

بروز اتوار اس اجتماع کی اختتامی تقریب ہوئی جس میں بچوں کے علاوہ والدین نے بھی بڑی دلچسپی سے شرکت کی۔تلاوت ونظم کے بعد مکرم سیکرٹری صاحب وقفِ نو نے اجتماع کی رپورٹ پیش کی۔اس کے بعد خاکسار نے تقریر کی جس میں خصوصاً والدین کو ان مجاہدوں کی تربیت کی طرف خاص توجہ دینے اور نظامِ جماعت سے تعاون کرنے کی تلقین کی۔پھر تقسیمِ انعامات ہوئی اور مکرم نیشنل امیر صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا اور اجتماع کی کامیابی پر خوشنودی کا اظہار کیا اور والدین کو نصائح فرمانے کے بعد دعا کے ساتھ یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

اس اجتماع کی کامیابی میں جن احباب نے بے حد تعاون فرمایا ہے اس میں سرِفہرست مکرم محمود احمد شمس صاحب سیکرٹری وقفِ نو ہیں اور ان کے علاوہ مکرم جاوید راجپوت صاحب سیکرٹری MTA،ہارون رشید صاحب سیکرٹری ضیافت،نصیرالحق صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت،مشہود الحق صاحب ،مامون الرشید صاحب سیکرٹری جائیداد اور مکرم انور رشید صاحب شامل ہیں ۔ ان سب احباب کے لئے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔

آخر پر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں احسن رنگ میں خدا تعالیٰ کی ان امانتوں کی حفاظت کرنے اور یہ تحفے سجا کر خدا کے حضور پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

بے تکلفی

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک بار وفد بنو متفق حاضر ہوا۔سوء اتفاق سے آپ گھر میں موجود نہ تھے لیکن حضرت عائشہ نے فوراً خزیرہ (عرب کا ایک کھانا) تیار کرنے کا حکم دیا۔اور مہمانوں کے سامنے ایک طبق میں کھجوریں رکھو دیں۔آپؐ تشریف لائے تو حسب معمول سب سے پہلے دریافت فرمایا کہ کچھ ضیافت کا سامان ہوا یا نہیں۔ان لوگوں نے کہا حضور ہم تو کھانے پینے سے فارغ ہو چکے ہیں۔

ابھی یہ وفد حضور کی مجلس میں بیٹھا تھا کہ آپ کا چرواہا بکریاں لے کر آیا۔اس کے ساتھ بکری کا ایک بچہ تھا۔آپ نے پوچھا کہ بکری نے کیا جنا ہے۔اس نے کہا پٹھوری۔آپؐ نے فرمایا پھر اس کے بدلے ہمارے لئے ایک بکری ذبح کرو۔اور وفد کی ضیافت فرمائی۔مگر ساتھ ہی فرمایا کہ یہ نہ سمجھنا کہ ہم نے محض تمہاری خاطر (تکلف سے) یہ جانور ذبح کروایا ہے بلکہ بات یہ ہے کہ ہماری سو بکریاں ہیں اور ہم نہیں چاہتے کہ وہ سو سے بڑھ جائیں۔اس لئے جب کوئی بکری بچہ جنتی ہے تو ہم اس کے بدلے ایک جانور ذبح کر لیتے ہیں۔

اس کے بعد مہمانوں نے حضور سے مختلف دینی مسائل کے بارے میں پوچھا اور حضورؐ ان کا جواب دیتے رہے۔اور اس طرح ان کی روحانی سیری کا بھی سامان کیا۔

(ابودائود کتاب الطہارۃ باب فی الاستنثار)

بکری ذبح کرنے کے بارہ میں حضورؐ نے جس بے تکلفی سے یہ بات بیان فرمائی وہ اپنی مثال آپ ہے۔اور دوسری طرف مہمان کے اس خیال کو بھی دور فرما دیا کہ وہ میزبان کے لئے بوجھ اور تکلیف کا باعث بنا ہے۔

پھر ملا ایک تاجدار ہمیں

اب کے ایسے ملی بہار ہمیں
دے گئی زخم بے شمار ہمیں

کانچ تھے اور تمہارے ہاتھ میں تھے
کر گئے ہو کئی ہزار ہمیں

گو نظر اب کبھی نہیں آتے
یاد آتے ہو بار بار ہمیں

اب تو لگتا ہے کائنات کی حد
تیری یادوں کا یہ حصار ہمیں

یہ کیا تھا کہ اس کو دیکھا تھا
دے گیا آئینہ نکھار ہمیں

پھر ہمیں زندگی کا یارا دے
پھر محبت سے تُو پکار ہمیں

علم کی سرزمیں کی بات ہوئی
یاد آیا وہ شہ سوار ہمیں

علم لگتا ہے ایک جوئے رواں
آپ لگتے تھے آبشار ہمیں

ٹوٹ کر بھی کبھی نہیں ٹوٹے
کون رکھتا ہے پائدار ہمیں

آندھیاں زور جب پکڑتی ہیں
باندھ رکھتا ہے اعتبار ہمیں

کیا گھڑی تھی کہ دل کو لگتا تھا
کاٹ کھائے گا انتظار ہمیں

دل کی دنیا پہ راج کرنے کو
پھر ملا ایک تاجدار ہمیں

(آصف محمود باسط)

دعا کے نتیجہ میں فتح کا عجیب سامان

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مجلس مشاورت ۱۹۳۹ء کے پہلے اجلاس کی افتتاحی تقریر میں یہ ایمان افروز واقعہ سنایا کہ:

’’مَیں نے خود حضرت مسیح موعودعلیہ السلام سے سنا ہے کہ ایک دفعہ تیمور یا محمود غزنوی کو ایک جنگ میں شکست ہونے لگی تو اس نے دعا کی کہ خدایا ......میری نیت کا تجھے علم ہے۔اگر مَیں اپنی بڑائی یا اپنی حکومت کی توسیع کے لئے جنگ کرتا تو اور بات تھی مگر میری نیت تو تیرے دین کی خدمت ہے۔ اور اب میری شکست کا اثر صرف مجھ تک ہی محدود نہیں رہے گا بلکہ تیرے دین تک پہنچے گا۔پس تو اپنے فضل سے ایسے سامان پیدا کر دے کہ یہ شکست فتح سے بدل جائے۔

اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول کیا اور معاً ایسے سامان پیدا ہو گئے کہ دشمن نے غلطی سے یہ سمجھ لیا کہ یہ مقابل کی فوج ہے اور اپنے اسی دستہ پر حملہ کر دیا جو مسلمانوں کی فوج کو شکست دیتا چلا آ رہا تھا۔اور اس طرح مسلمانوں کی شکست فتح میں تبدیل ہو گئی۔

(رپورٹ مجلس شوریٰ صفحہ ۱۷۔ مرتبہ ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے)۔

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے میرے فلسفیو زور دعا دیکھو تو

(کلام محمود)

(THE MOLECULE HUNT)

ذرّہ کی تلاش

(ڈاکٹر شمیم احمد ۔لندن)

پروفیسر مارٹن جونز کیمبرج یونیورسٹی میں آثارِقدیمہ کی سائنس کے پروفیسر ہیں۔انہوں نے ایک ماہرِ آثارِقدیمہ کی حیثیت سے کام کرنا شروع کیا مگر جلد ہی ان کا رجحان عام مضمون سے ہٹ کر Deoxyribonuleic Acid یا DNA کی ریسرچ کی طرف ہوگیا۔DNA ایک جینیاتی مواد کا نام ہے جوخلیہ میں پایا جاتا ہے جس میں جسم کی تشکیل کے لئے خدا تعالیٰ نے توارثی عنصر محفوظ رکھا ہوا ہوتا ہے۔پہلے ان کی زیادہ دلچسپی زراعتی DNA میں رہی ہے مگر کچھ عرصہ کے بعد نباتاتی اور حیاتیاتی DNA کی طرف ان کی توجہ ہوگئی۔اس مضمون پر انہوں نے لا محدود ریسرچ کی ہے اور دنیا بھر میں DNA پر ہونے والی ریسرچ پر ان کی نظر ہے۔انہوں نے DNA اور اس کے متعلقہ مضامین پر بہت کچھ تحریر کیا ہے۔

ذیل میں ان کی کتاب THE MOLECULE HUNT (ذرہ کی تلاش) کا مختصر خلاصہ بطور تعارف قارئین الفضل کی دلچسپی کے لئے پیش ہے۔

کتاب کا مختصر تعارف

اس کتاب میں مصنف نے دنیا بھر میں DNA پر ہونے والی ریسرچ کا نچوڑ درج کر دیا ہے۔ان کے لکھنے کا طریق یہ ہے کہ پہلے وہ مختلف ملکوں کی تہذیب اور تمدن کا ذکر کرتے ہیں پھر وہاں سے ملنے والے قدیم نباتاتی اور حیاتیاتی مواد کا تاریخی پسِ منظر بیان کرتے ہیں پھر ان سے دستیاب ہونے والے DNA اور اس کی اہمیت کو بیان کرتے ہیں۔دنیا بھر سے ملنے والے قدیم مواد اور قدیم ترین DNA کی تاریخ اور پھر اس کا موازنہ اس کتاب میں درج ہے ۔پھر یہ کہ اس مضمون نے کس طرح ترقی کی ہے اور اس سے ہمیں گزشتہ اقوام،ان کی تاریخ،تہذیب اور تمدن کا کس طرح علم ہوتا ہے اور اس کا آئندہ ہونے والی سائنسی ترقی کے ساتھ تعلق بڑے دلچسپ انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

پہلے باب میں مصنف نے بتایا ہے کہ انہوں نے 1960 میں آثارِقدیمہ کے میدان میں کام کا آغاز سمر سیٹ (انگلستان) سے شروع کیا ۔کھدائی کے دوران جو چیزیں برامد ہوئیں مثلاً برتن،پرانے درخت اور ان کی جڑیں نیز مختلف قسم کی ہڈیاں جو ہوا کی عدم موجودگی کی وجہ سے کافی حد تک اپنی اصلی حالت میں محفوظ تھیں۔آہستہ آہستہ ان کا ذوق محض آثارِقدیمہ سے ہٹ کر نباتاتی اور حیاتیاتی مواد کی طرف ہوتا چلا گیا۔ان کے ساتھ ساتھ اور لوگ بھی اس میدان میں کام کر رہے تھے۔اس طرح ۱۹۷۳ء میں آثارِقدیمہ میں ایک نئے شعبہ کا آغاز ہوا جسے BIO-ARCHEOLOGY (حیاتیاتی آثار قدیمہ) کا نام دیا گیا۔۱۹۸۰ء تک ان کے لئے ایک نئے دور کا آغاز ہو چکا تھا۔پہلے دور میں وہ صرف حیاتیاتی مواد پر کام کرتے تھے مگر اس کے بعد ان کی توجہ صرف خلیات اور اس کے مختلف حصوں کے مطالعہ کی طرف ہوگئی۔۱۹۸۰ء کے بعد سب کی توجہ DNA پر مرکوز ہوگئی۔اس کے ساتھ ساتھ الیکٹرون مائکرو سکوپ اور سائنس میں ترقی کی وجہ سے خلیہ کے مرکزہ (NEUCLEUS) اور DNA جو کہ زندگی کا بلیو پرنٹ ہے کو سمجھنا ان کے لئے آسان ہوگیا۔

خدا تعالیٰ نے DNA میں یہ بات محفوظ رکھی ہوئی ہے کہ جب کسی جسم کی تشکیل ہو تو اس میں کیا کیا خواص ہوں گے یعنی اس کے قد وقامت، جسامت، بالوں اور آنکھوں کا رنگ وغیرہ کیسا ہوگا اسے بلیو پرنٹ کا نام دیا جاتا ہے۔اس کے ساتھ انہیں معلوم ہوا کہ DNA کئی ہزار سال تک زیرِ زمین جہاں ہوا اور پانی کی کمی ہو محفوظ رہ سکتا ہے۔اس دور میں دنیا بھر میں ریسرچ کرنے والوں نے DNA حاصل کر کے اس کے مختلف حصوں کا بڑی تفصیل سے مطالعہ کیا۔اس مضمون کو BIO-ARCHEOLOGY (حیاتاتی آثارقدیمہ) کا نام دیا گیا۔

حیاتیاتی سائنس میں ایک عظیم انقلاب اس وقت آیا جب یہ معلوم ہوا کہ DNA شوگر فاسفیٹ کے دو دھاگوں DOUBLE-HELIX پر مشتمل ہے جو کہ آپس میں BASE- PAIRS کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں جس میں چار BASE -PAIRS ہوتے ہیں جو کہ ایک خلیہ میں کیمیائی پیغام منتقل کرتے ہیں اور زمین پر تمام حیاتیاتی زندگی کی بنیاد بنتے ہیں۔DNA ماسٹر بلیو پرنٹ ہے اور اس کے ساتھ RNA خلیہ کے RIBOSOMES (خلیہ کے اندر ایک حصہ کا نام) میں جا کر پیغام دیتا ہے کہ انہوں نے کس طرح اور کس کس قسم کی پروٹین تیار کرنی ہے۔ان پروٹینز ہی سے جسم کے مختلف حصے یعنی ہڈیاں،خون،ہارمون اور دیگر اعضاء وغیرہ وجود میں آتے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ سائنس میں مزید ترقی ہوئی کہ سائنسدانوں نے یہ معلوم کر لیا کہ DNA کے اندر BASE-PAIRS کو کس طرح علیحدہ کیا جا سکتا ہے۔اس علم سے GENE CLONING (جینیاتی مواد کی افزائش) اور اس کے ساتھ ساتھ GENETIC ENGINEERING یعنی جینیاتی انجینئرنگ کی بنیاد پڑی۔

۱۹۱۱ء میں پہلی دفعہ حنوط شدہ لاشوں کے حصوں سے خلیات حاصل کئے گئے تو بعض میں مرکزہ موجود پایا گیا۔۱۹۸۱ء میں دو چینی سائنسدانوں نے دو ہزار سالہ پرانی ایک لاش دریافت کی تو اس کا جگر محفوظ حالت میں ملا جو کہ عام طور پر بہت جلد ختم ہو جاتا ہے۔اس جگر کے خلیات میں سے انہوں نے NEUCEIC ACID حاصل کر لیا۔بعد میں امریکی سائنسدانوں نے ایک جانور QUAGGA (جو کہ اب ناپید ہو چکا ہے) کی لاش دریافت کی اور اس کی جِلد سے DNA حاصل کر لیا اور اس کے تجزیہ سے معلوم ہوا کہ اس کا DNA آج کے زیبرا سے ملتا جلتا ہے۔اس طرح دیگر تجربات سے انہیں معلوم ہوا کہ DNA کے BASE-PAIRS کے مطالعہ سے وہ جانوروں کے شجرہ نسب یعنی PHYLOGENETIC TREE تیار کر سکتے ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ ان کا دھیان قدیم انسانی لاشوں کے DNA کی طرف مبذول ہوا اور انہوں نے اس قسم کی لاشوں کے مختلف حصوں سے DNA حاصل کرنا شروع کیا۔سویڈن کے ایک سائنسدان نے مصری حنوط شدہ لاشوں سے جو تقریباً تین ہزار سال پرانی تھیں،کچھ حصے حاصل کر کے ایک خاص رنگ کے ذریعہ جو صرف DNA کو ظاہر کرتا ہے خالص DNA کو حاصل کر لیا جس میں پانچ سو BASE-PAIRS تھے۔اس سے معلوم ہوا کہ DNA تباہ نہیں ہوا۔اس کے ساتھ اس DNA کی کلوننگ یا افزائش پر تجربات شروع ہوگئے۔

اسی دور میں ایک ENZYME دریافت ہوا جس کا نام POLYMERASE رکھا گیا جو DNA کے اندر DOUBLE HELIX کی نہ صرف مرمت کرتا ہے بلکہ اس کی افزائش بھی کرتا ہے۔ایک امریکی سائنسدان نے کیلی فورنیا میں سیر وتفریح کے دوران اس پر غور کرنا شروع کیا کہ کس طرح اور کن حالات میں اس ENZYNE کو آئندہ استعمال کیا جا سکتا ہے تو اس نے ایک طریقہ دریافت کر لیا جس سے ایک DNA سے لاتعداد مالیکول (ذرّات) تیار کئے جا سکتے ہیں۔اس کا نام POLYMERSAE CHAIN REACTION رکھا گیا جو کہ ایک بہت ہی اہم سنگِ میل کا حامل ہے۔

امریکہ میں ایک عورت کی لاش دریافت ہوئی جو کئی ہزار سال پرانی تھی مگر اس کا دماغ محفوظ تھا جو کہ عام طور پر جلد ہی تحلیل ہو کر ختم ہو جاتا ہے۔اسی طرح ایک اور حنوط شدہ لاش کا دماغ بھی محفوظ حالت میں ملا۔ان دونوں دماغوں سے بھی DNA حاصل کر لیا گیا۔

۱۹۹۰ء میں ایک درخت کا پتہ کھدائی کے دوران ملا جو کاربن ڈیٹنگ (ایک طریق جس سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ کوئی چیز کتنی پرانی ہے) کے لحاظ سے بارہ سے بیس ملین سال پرانا تھا جس سے CHLOROPLAST (پتوں کے اندر سبز رنگ) کا DNA بھی محفوظ حالت میں مل گیا۔۱۹۹۳ء میں تیس ملین سال پرانا DNA دریافت ہوا۔اس کے بعد 65 ملین سال پرانے ڈائنا سار اور پھر تین اور پھر چار سو ملین سال پرانی مچھلی کا DNA دریافت ہوا۔کتاب میں دنیا میں مختلف مقامات پر ہونے والی ریسرچ کا ذکر ملتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ اگر حالات مناسب ہوں تو DNA ملین سالوں تک محفوظ رہ سکتا ہے۔

اس ریسرچ میں مختلف جانوروں کی ہڈیوں سے جو تین سو سال سے لے کر 75000 سال تک پرانی تھیں جب DNA حاصل کیا گیا تو معلوم ہوا کہ ایک گرام ہڈی کے پاؤڈر سے پانچ مائکروگرام تک DNA حاصل کیا جا سکتا ہے ۔اس سے امریکہ اور انگلستان میں قدیم DNA پر ریسرچ کے راستے کھل گئے اور اس ریسرچ کے لئے حکومتوں نے بڑی بڑی رقوم مختص کر دیں۔

کتاب میں اس بات کا بھی ذکر ہے کہ بائبل اور عیسائی مذہب کے مطابق ہماری دنیا کی عمر صرف چھ ہزار سال تک ہے مگر جو مواد دنیا بھر سے مل رہا ہے اس کے تحت دنیا لاکھوں بلکہ ملین سالوں پرانی ہے۔گویا سائنس اور عیسائی مذہب میں بہت تفاوت ہے ۔ڈارون کی تھیوری کا بھی ذکر ہے کہ دنیا کی ہر چیز EVOLUTION سے بنی ہے اور ایک لحاظ سے مصنف اس سے متفق ہے۔ان کا خیال ہے کہ چمپینزی انسان کے نزدیک ترین جانور ہے اور اندازاً پانچ ملین سال قبل اس سے جدا ہو کر انسان اپنی موجودہ شکل میں آیا ہے۔

انسانی اجسام کے علاوہ جانوروں، پودوں،چاول،مکئی اور دیگر حیاتیاتی مواد کے DNA کو بھی تلاش کیا گیا ہے اور اس شعبہ میں دنیا بھر کی ریسرچ کا ذکر کیا گیا ہے۔اگر ان سب کے DNA کا مطالعہ کیا جائے تو اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ان کی عمر یا زندگی کتنی تھی یعنی کتنا عرصہ پہلے وہ دنیا میں موجود تھے۔اس امر کو وہ MOLECULAR CLOCK کا نام دیتے ہیں۔اس سے مختلف اقسام کے جانوروں کا شجرہ نسب بھی بتایا جا سکتا ہے کہ وہ کتنے ہزار یا ملین سال قبل کس قسم کے جانور کے زیادہ قریب تھے مگر بعد میں پیدا ہونے والی تبدیلیوں کی وجہ سے ان کے اجسام کی شکل تبدیل ہوگئی۔اسی طرح بہت سے جانور جو اب ناپید ہو چکے ہیں مگر مدفون حالت میں ملے ہیں ان کے DNA تک رسائی ہو چکی ہے۔اس سے ان کی بناوٹ اور نسلوں تک کی معلومات اکٹھی ہو سکتی ہیں۔دنیا کے مختلف خطوں میں پائے جانے والے DNA کے مواد سے یہاں تک معلوم ہو سکتا ہے کہ کس ملک میں کہاں سے پہلی دفعہ کوئی جانور مثلاً گھوڑا داخل ہوا۔اس طرح یہ بھی معلوم کیا جا سکتا ہے کہ کتنے ملین سال قبل کوئی جانور اپنے سے ملتے جلتے جانور سے جدا ہو کر مختلف قسم کا جانور بنا۔مثلاً گھوڑا اور زیبرا پہلے ایک ہی نسل کے جانور تھے مگر تقریباً دو ملین سال قبل ان میں فرق پیدا ہونا شروع ہوا اور آہستہ آہستہ یہ دو مختلف قسم کے جانور بن گئے۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

اس کتاب میں اس بات کا بھی ذکر ہے کہ کون سے عوامل حیاتیاتی مواد کو ضائع کرتے ہیں یا انہیں محفوظ رکھنے میں کارفرما ہوتے ہیں۔ زیرِ زمین مدفون چیزیں تیزابیت کی وجہ سے ختم ہو جاتی ہیں۔ اگر تیزاب نہ ہو اور ہوا اور جراثیم نہ ہوں تو ہڈیاں حتیٰ کہ دماغ تک محفوظ رہ سکتا ہے اور اس سے DNA نکالا جا سکتا ہے۔ پانی زندگی کی بقا کے لئے لازمی ہے مگر مدفون اجسام کے DNA کو ختم کرنے میں بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اسی طرح آکسیجن کی موجودگی بھی DNA ختم کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ زیرِ زمین اگر پانی اور آکسیجن نہ ہو مثلاً PEAT (چکنی مٹی) کے نیچے دبی ہوئی چیزیں تو ان کا DNA تباہ ہونے سے بچ جاتا ہے۔ گویا جو امور زندگی کی بقا کے لئے لازمی ہیں وہی موت کے بعد ان کی تحلیل اور تباہی کا باعث بن جاتے ہیں۔

کتاب میں مصریوں کی حنوط شدہ لاشوں کا بھی ذکر ملتا ہے کہ وہ کس طرح لاشوں کو محفوظ کیا کرتے تھے۔ وہ اجسام کو تیزی کے ساتھ خشک کیا کرتے تھے اور بعد میں انگور کی شراب کے ساتھ غسل دیا کرتے تھے اور اس کے بعد لاشوں کو نمک کے ساتھ محفوظ کر لیا کرتے تھے۔ نمک اور شراب لاش کو پانی کے نقصان سے محفوظ کر دیتے ہیں۔ درجہ حرارت ایک اور اہم بات ہے جو نعشوں کو گلنے سے بچاتا ہے۔ گرین لینڈ میں بھی حنوط شدہ لاشیں ملی ہیں جن کے اندرونی اعضاء محفوظ حالت میں ملے ہیں جس کی وجہ بہت ہی کم درجہ حرارت کا ہونا تھا۔

کتاب میں اس بات کو بھی درج کیا گیا ہے کہ DNA/RNA کی فیکٹری میں جو مختلف قسم کی پروٹینز تیار ہوتی ہیں ان کے ذریعہ ۶۴ مختلف قسم کے پیغامات جسم کی تشکیل کے لئے پہنچائے جا سکتے ہیں کہ کس قسم کے نقوش تیار کرنے ہیں یا جسم میں کس قسم کی خصوصیات ہونی چاہئیں۔

خوراک کا اثر: اس تحقیق کے دوران اس بات بھی علم ہوا کہ جو کچھ ہم کھاتے ہیں اس کا ریکارڈ ہماری ہڈیوں اور بالوں میں محفوظ رہ جاتا ہے۔ ہڈیوں میں ایسے ISOTOPIC آثار ملتے ہیں جن سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کسی انسان نے گزشتہ چند سالوں میں کس قسم کی خوراک استعمال کی تھی۔ اسی طرح بالوں کے معائنہ سے یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ کسی نے گزشتہ چند ہفتوں یا مہینوں میں کس قسم کی غذا کھائی تھی۔ ایک آدمی جو تقریباً پانچ ہزار سال قبل برف میں جم کر مر گیا تھا اور اس کی لاش جمی ہوئی حالت میں ملی تھی اسے ICE MAN کا نام دیا گیا۔ اس کے پاس شکار کے آلات ملے جس سے یہ خیال ہوا کہ وہ شکار کی تلاش میں نکلا ہو گا اور برف میں دب کر مر گیا ہو گا۔ جب اس کے بالوں کے DNA کا تجزیہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ سبزی خور تھا۔ اب سوال پیدا ہوا کہ اس کے پاس شکار کے آلات کیوں پائے گئے۔ جب اس کی ہڈیوں سے حاصل شدہ DNA کا تجزیہ کیا گیا تو پتہ چلا کہ وہ اصل میں گوشت خور ہی تھا کیونکہ اس کی ہڈیوں میں اس بات کا واضح ثبوت تھا۔ غالباً مرنے سے پہلے موسم کی وجہ سے چند ماہ وہ سبزیوں پر ہی گزارہ کرتا تھا آخر میں شکار کی تلاش میں نکلا اور واپس نہ جا سکا۔

جرائم کا سراغ: ہڈیوں سے حاصل کردہ DNA کے ذریعہ قاتل کا سراغ اور مقتول کی پہچان کا ذکر کیا گیا ہے۔ خاص طور پر جب اس طریق کا پہلی دفعہ تجربہ کیا گیا تھا۔ یہ طریق اب بہت ترقی کر چکا ہے اور اس سے جرائم کی تحقیق میں بہت استفادہ کیا جا رہا ہے اور آئندہ زمانوں میں اس تکنیک کا وسیع استعمال ہو گا۔

زارِ روس اور اس کے خاندان کا بھی ذکر ہے جو ۱۶؍ جولائی ۱۹۱۸ء کو قتل ہوا۔ اس وقت زارِ روس، زارینہ، ان کے پانچ بچے، خاندانی ڈاکٹر اور تین نوکر تھے جن کو قتل کر کے ان کو ایک گڑھے میں دفن کر دیا گیا اور ان پر سلفیورک ایسڈ (تیزاب) کا چھڑکاؤ کر دیا گیا۔ 72 سال بعد جب ان کی لاشوں کا سراغ ملا تو ان کی ہڈیوں کا تجزیہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ پانچ ڈھانچوں کی ہڈیوں سے حاصل شدہ DNA ایک ہی خاندان کی نشاندہی کرتا ہے یعنی پانچ بچوں کا DNA ایک جیسا ہی ہونا چاہئے تھا۔ ان کے DNA کا زارِ روس کی خالہ اور بہن کے پوتوں اور پڑپوتوں کے DNA سے موازنہ کیا گیا تو ان سے ملتا جلتا تھا۔ اسی طرح زارینہ جو کہ ملکہ وکٹوریہ کی نواسی تھی اس کے DNA کا ملکہ وکٹوریہ کی دوسری بیٹی اور اس کے خاندان بشمول پرنس فلپ ڈیوک آف ایڈنبرا (جو ملکہ وکٹوریہ کے نواسے اور موجودہ ملکہ انگلستان کے خاوند ہیں) کے DNA کے ساتھ موازنہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ جو ہڈیاں روس میں دریافت ہوئی تھیں ان کا DNA انگلستان کے شاہی خاندان کے افراد کے DNA سے ملتا تھا۔ اس سے حتماً ثابت ہو گیا کہ جو ہڈیاں ملی تھیں وہ زارِ روس اور اس کے بیوی بچوں ہی کی تھیں۔

بیماریوں کا سراغ: مختلف ہڈیوں بالخصوص پسلی اور کمر کی ہڈیوں سے مدفون لوگوں میں بیماریوں کا سراغ بھی لگایا جا سکتا ہے۔ مثلاً بعض ہڈیوں کے معائنہ کے دوران معلوم ہوا کہ آتشک، پلیگ اور تپدق کے جراثیموں کا DNA ان ہڈیوں میں محفوظ پایا گیا جس سے معلوم ہوا کہ مدفون شدہ اشخاص ان بیماریوں کا شکار تھے۔ ان جراثیم کے DNA سے انکی افزائش بھی کی جا سکتی ہے۔

گزشتہ تیس سالوں میں DNA ریسرچ میں بڑا انقلاب آیا ہے جس کی وجہ بہتر تکنیکی علم، نئے آلات اور اداروں کی دلچسپی اور حکومتوں کی سرپرستی ہے۔ امید کی جا سکتی ہے کہ اس سے ہم اپنے ماضی اور ماضی کے انسانوں، حیوانات اور نباتات کے بارے میں بہتر جان سکیں گے۔ مستقبل میں بہت سی ایجادات انسانی ترقی اور صحت میں معاون ہوں گی۔

❁❁❁❁

TOWNHEAD PHARMACY

FOR ALL YOUR

PHARMAECUTICALS NEEDS

☆......☆......☆

31 Townhead Kirkintillochax:

0141-211-825

Glasgow G66 1NG

Tel: 0141-211-8257

جماعت احمدیہ غانا کے تحت

جلسہ یوم مسیح موعودؑ کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: فہیم احمد خادم ۔ مبلغ سلسلہ ایسارچر ۔ غانا)

۲۳؍ مارچ کا دن دنیا بھر کی جماعتوں کی طرح غانا میں بھی پورے اہتمام کے ساتھ منایا جاتا ہے ۔ جماعت، سرکٹ اور ریجن کی سطح پر یوم مسیح موعود منایا جاتا ہے۔ اس روز پیشگوئی حضرت مسیح موعودؑ کے کارنامے اور آپ کے ہاتھ پر ظاہر ہونے والے خدائی نشانات پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ امسال اس روز جماعت احمدیہ کے ہیڈکوارٹرز واقع ’اکرا‘ (Accra) میں بھی یہ دن شایانِ شان طریق پر منایا گیا۔ اس میں اکرا اور ٹیما (Accra & Tema) کے احمدی احباب نے شرکت کی۔ یہ جلسہ مولانا عبدالوہاب بن آدم امیر جماعت احمدیہ غانا کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس مرکزی جلسہ کی مختصر رپورٹ ہدیہ قارئین ہے۔

اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ تلاوت اور قصیدہ کے بعد مکرم عبدالوہاب بن آدم امیر و مبلغ انچارج غانا نے جلسہ کا تعارف کرواتے ہوئے فرمایا کہ امام مہدی کی آمد کی خبر، مذہبی دنیا کے لئے نئی نہ تھی ۔ قرآن، حدیث اور بائبل ہر جگہ اس کی آمد کی خبریں موجود تھیں جو آج پوری ہو رہی تھیں۔ ایک قوم کا دوسری قوم کے خلاف اٹھ کھڑا ہونا، طاعون کے پھوٹنے کی خبر، بداخلاقی اور جنسی بے راہ روی کے پھیلاؤ سمیت سبھی علامات آج پوری ہو چکی ہیں۔

اس تعارف کے بعد اجلاس کی پہلی تقریر مکرم مولوی محمد بن صالح نائب امیر ثانی کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان ’’پیشگوئی حضرت مسیح موعودؑ‘‘ تھا۔ آپ نے آغاز میں فرمایا کہ پیشگوئیاں اپنے الفاظ کے عین مطابق پوری ہوتی ہیں جبکہ بعض اوقات کسی اور رنگ میں بھی پوری ہوتی ہیں۔ مثلاً حضرت یوسف نے خواب میں چاند سورج اور ستاروں کو سجدہ کرتے دیکھا تھا۔ بعد میں پتہ چلا کہ ان سے مراد ان کے والدین اور گیارہ بھائی ہیں۔ آپ نے حضرت مسیح موعود کی آمد کی دو علامتوں پر روشنی ڈالی۔ آپ نے صحیح مسلم کے حوالہ سے فرمایا کہ ابوہریرہ کی روایت ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا: ’’لَا تقوم السّاعة حتی تطلع الشّمس من مغربھا۔ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ کرے‘‘۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: ’’الشّمس الطالعه من مغربھا سے مراد حضرت امام مہدی کا وجود ہے‘‘۔

آپ نے فرمایا کہ امام مہدی کی آمد کی یہ ایسی شاندار علامت ہے جو پوری شان کے ساتھ پوری ہوئی ہے اور دن بدن اک نئی شان کے ساتھ پوری ہوتی چلی جا رہی ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ مغرب، ہمیشہ اسلام کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اسلام سے بے حد دور ہے۔ آنحضورؐ کی مراد یہ تھی کہ امام مہدی بالخصوص مغرب میں اسلام کی تبلیغ کریں گے گویا اسلام کا سورج امام مہدی کے زمانہ میں مغرب سے طلوع کرے گا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک کشف میں دیکھا کہ آپ انگریزی زبان میں اسلام پر لیکچر دے رہے ہیں اور یہ لیکچر یورپ کے کسی ملک میں ہو رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے کچھ سفید پرندے بھی پکڑے ہیں۔

جماعت کی طرف سے لندن میں مسلمانوں کی پہلی مسجد، ’مسجد فضل لندن‘ کی تعمیر ہوئی۔ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ہی انگریزی دانوں میں تبلیغ اسلام کے لئے رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت کا آغاز ہوا۔ اس طرح وہ سارے سامان ہوئے جس سے یورپ میں تبلیغ ممکن ہوئی۔ آج کل خود ہمارے MTA کی بنیاد بھی یورپ میں رکھی گئی۔ یہ یورپ میں قائم شدہ وہ مسلمان ٹی وی ہے جو مغرب کے مرکز میں رہتے ہوئے نہ صرف مغرب بلکہ دنیا بھر میں اسلام کا پیغام پھیلا رہا ہے۔ امام مہدی کی آمد کی یہ علامت بڑی شان کے ساتھ ہر لحظہ و ہر آن پوری ہوتی نظر آ رہی ہے۔ مکرم مولوی صاحب نے طاعون کی آمد کو بھی حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کی نشانی کے طور پر پیش فرمایا۔

دوسری تقریر گریٹر اکرا کے مبلغ مکرم عزیز الرحمٰن صاحب خالد کی تھی۔ آپ نے ’’حضرت مسیح موعودؑ کی سوانح حیات‘‘ پر مختصر روشنی ڈالی۔

آخر پر مکرم مولانا عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر و مبلغ انچارج غانا نے صدراتی ریمارکس میں فرمایا کہ قبول احمدیت اور قربانی کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ آپ نے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے والد صاحب اور والدہ صاحبہ کی مثال دیتے ہوئے بتایا کہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کے والد محترم انڈیا کے عظیم قانون دان تھے جنہوں نے امام مہدی کی آمد کی خبر سنی تو والدہ صاحبہ کو بتایا۔ والدہ صاحبہ نے کہا کہ مَیں چاہتی ہوں کہ خود جا کر مہدویت کے دعویدار کی باتیں سنوں۔ والد صاحب کہنے لگے خود جاؤ مگر مجھے بتائے بغیر بیعت نہ کرنا۔ والدہ صاحبہ قادیان گئیں ۔ آپ حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت میں بیٹھیں تو متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں۔ اور فوری طور پر بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہو گئیں۔ واپس تشریف لائیں تو والد صاحب کو ان کی بیعت کا پتہ چلا تو وہ بہت سیخ پا ہوئے۔ نوکرانی کو فوراً بلا کر کہا کہ فوری طور پر اس کا بستر میرے بستر سے الگ کر دو۔ والدہ صاحبہ فرمانے لگیں۔ اچھا ہوا کہ تم ناراض ہو کر اپنا بستر میرے بستر سے علیحدہ کر رہے ہو۔ مَیں تو خود چاہتی تھی کہ تم میرے قریب نہ آؤ۔ مَیں نے تو امام مہدی کی بیعت کر لی ہے اور تم نے نہیں کی۔ اس بہادری اور جذبۂ ایمان سے لبریز الفاظ کا والد صاحب کی طبیعت پر بے حد اثر ہوا۔ ان کی فراست نے والدہ کے ایمان کی چنگاری کا مشاہدہ کر لیا۔ بعد میں انہیں بھی حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ پس یہ وہ قوت ایمانی ہے جو ان میں پائی جاتی تھی جو احمدیت پر ایمان کی قدر و قیمت سے خوب واقف تھے۔ مکرم امیر صاحب نے حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہیدؓ کی مثال بھی پیش کی جنہوں نے دنیا کی ہر آسائش اور فخر کو ایمان کی خاطر قربان کر دیا اور شہادت قبول کر لی۔ آخر میں مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی ۔ اس اجلاس میں بعض افراد نے بیعت بھی کی ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سچے فدائی پیروکار بنائے اور احمدیت کے خادم بنائے۔ آمین ☆......☆......☆

جماعت احمدیہ گوئٹے مالا کے مثالی نومبایعین

(محمد اکرم عمر۔ سابق مبلغ گوئٹے مالا)

نیچے دی گئی تصویر میں مسٹر بلال (پابلو چوب کوک) اوران کی فیملی (اہلیہ اور دو بیٹیاں) دکھائے گئے ہیں ۔یہ گوئٹے مالا کے پہلے مقامی ریڈانڈین احمدی نوجوان ہیں جوایک سال قبل اپنی اہلیہ اوربچیوں کے ساتھ احمدی ہوئے۔آج کل یہ خادم مسجد

اور بالآخرایک دن خوشی سے بیعت کرنے کا اظہارکیا۔ چنانچہ ان کی بیعت مع پوری فیملی منظوری کے لئے حضورانور کی خدمت اقدس میں بھجوادی گئی۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی سعید فطرت کے نتیجہ میں انہیں بہت جلد گوئٹے مالا کے مثالی نومبایعین میں

گوئٹے مالا کے پہلے نومبایعین مکرم بلال (پابلو چوب کوک) اوران کی فیملی

کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں ۔یہ گوئٹے مالا سے قریباً تین سوکلومیٹر دورایک دیہات میں پیدا ہوئے ۔ پرائمری تعلیم کے بعد جبری فوجی بھرتی کے تحت دو سال بطورفوجی کام کرتے رہے۔وہاں سے فراغت کے بعد اپنے والد کے ساتھ کھیتی باڑی میں ہاتھ بٹانے لگے۔ شادی کے بعدروزگار کی تلاش میں گوئٹے مالاشہر کے قریب ایک ڈیری فارم میں کام کرنے لگے۔ان کے

شامل فرمادیا۔انہوں نے تین چار ماہ میں پوری نماز سیکھ لی ، قاعدہ یسرنا القرآن مکمل کرلیا اور اب نماز باترجمہ بھی کافی سیکھ چکے ہیں۔ان کی دونوں بیٹیاں جو بمشکل تین چار سال کی ہیں کافی نماز یاد کرچکی ہیں اور قاعدہ یسرنا القرآن بھی سیکھ رہی ہیں۔اسی طرح ان کی اہلیہ بھی نمازسیکھ رہی ہیں۔

نماز جمعہ میں پوری فیملی کے افرادمکمل

گوئٹے مالا کی دونومبایع بہنیں ماری مروکین اوروکی مروکین

بارہ میں ہمیں ایک قصاب دوست نے بتایا جس سے ہم عیدالاضحیٰ کے لئے بکرے خریدا کرتے تھے۔انہوں نے بتایا کہ وہ ایسے نوجوان کو جانتے ہیں جو کسی بدعادت میں مبتلا نہیں اورتابع فرمان جوان ہے۔ہمیں ان دنوں ایک خادم مسجد کی ضرورت تھی۔چنانچہ ہم نے مسٹر پابلو چوب کوک کو بلا کر خادم مسجد رکھ لیا۔ وہ مسجد میں نمازوں،جلسوں،تبلیغی پروگراموں کو دیکھتے رہے

لباس اور پوری صفائی کے ساتھ شامل ہوتے ہیں ۔ اگرچہ برادر بلال پابلو کا الاؤنس بہت تھوڑا ہے مگراس سے باشرح چندہ ادا کرتے ہیں ۔ چندہ عام ، جلسہ سالانہ،تحریک جدید و وقف جدید تمام لازمی چندوں میں شامل ہیں اور خدمت خلق کے کاموں میں بڑھ چڑھ کرحصہ لیتے ہیں۔خادم مسجد کی ڈیوٹی کے علاوہ یوم تبلیغ ، وقارعمل ، اجلاسوں میں پورے جوش سے شامل ہوتے ہیں ۔اوررشتے داروں اور دوستوں میں خوب دعوت الی اللہ کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ انہیں مبشرخوابوں سے بھی نوازتا ہے۔اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص ووفا میں مزید برکت دے۔آمین۔

نیچے والی دوسری تصویر ہماری دو مخلص گوئٹے مالن احمدی بہنوں کی ہے جن کے اسماء ماری مروکین ادر وکی مروکین ہیں۔ دونوں بہنیں ایک مقامی پرائیویٹ سکول میں پڑھاتی ہیں۔دونوں بہنیں ایک کیتھولک فیملی سے تعلق رکھتی ہیں جن کے پانچ افراد بیعت کرکے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوچکے ہیں۔ان بہنوں سے قبل ان کے بھائی، بھابھی اور بھتیجے نے بیعت کی۔قبل ازیں ان پر بھائی اور بھابھی کی تبلیغ کا کوئی اثرنہیں ہورہا تھا بلکہ جب انہیں پتہ چلا کہ ان کے بھائی نے بیعت کرلی ہے تو بہت افسردہ ہوئیں اور کہنے لگیں کہ اگر بھائی نے مذہب بدلنا ہی تھا تو مسلمان نہ ہوتا باقی جومرضی مذہب اختیار کرلیتا کیونکہ مسلمان تو دہشتگرد ہیں اورکئی کئی بیویاں رکھتے ہیں۔ بھائی نے انہیں سمجھایا کہ جواسلام اُس نے اختیار کیا ہے وہ احمدی اسلام ہے جو دہشت گردی اور تعصب اور اخلاقی گراوٹ سے پاک ہے۔لیکن وہ اس بات پر یقین کرنے کے لئے تیار نہ تھیں۔

انہیں احمدیہ مسجد چل کرکانفرنس کے سننے اور سوالات کرنے کی دعوت دی جاتی تو قبول نہ کرتیں۔ آخرایک دن ان کے بھائی نے انہیں کہا کہ وہ گھر میں ہی اسلامی عبادت (نماز) کا منظرتو دیکھ لیں۔اس پر وہ مان گئیں۔ان کے بھائی نے ان کے سامنے وضوکیا، پھرمصلے پرکھڑے ہوکرنمازشروع کردی۔نماز کے منظر نے ان پر ایسا اثر کیا کہ وہ بھی ساتھ شامل ہوگئیں اور نماز کے بعد حیرت سے کہنے لگیں کہ کیا ہی پیاری پرسکون عبادت ہے۔اس کے بعد وہ باقاعدہ نمازوں میں شامل ہونے لگیں۔پھران بہنوں نے بیعت سے پہلے چندہ دینے کی خواہش کا اظہارکیا جوخاکسار نے بخوشی قبول کی۔اس طرح ان کا جماعت سے تعلق پیدا ہوگیا۔پھروہ جماعتی پروگراموں میں شامل ہونے لگیں اورجلسہ سالانہ ۱۹۹۹ء کے موقع پر بیعت کرلی۔الحمد للہ۔

بیعت کے بعددعوت الی اللہ،عبادات اور چندہ کی باقاعدہ ادائیگی میں مسابقت اختیار کرلی۔ اپنے سکول کے ڈائریکٹر کومسجد بیت الاول میں مدعوکیا اور پھراس کی اجازت سے سکول میں خاکسارکو بلاکر کئی لیکچرز کروائے جنہیں خود ڈائریکٹر سکول اورطلباء نے بہت سراہا۔

اگرچہ یہاں روحانی لحاظ سے زمین بڑی سنگلاخ ہےلیکن جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان احمدی مخلصین کے ذریعہ روحانی آبیاری کے چشمے پیدا کئے ہیں امید ہے اوربھی چشمے ان پتھروں سے ابلنے لگیں گے۔

احباب جماعت سے درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ ان پیداشدہ چھوٹے چھوٹے روحانی چشموں کوکبھی خشک نہ ہونے دے بلکہ ہمیشہ ان سے ایسا صاف اورشیریں پانی بہتا رہے جواس ماحول میں بسنے والوں کے لئے روحانی امراض سے شفایابی کا موجب ہواور یہ سارا علاقہ روحانی لحاظ سے سرسبز وشاداب ہو جائے۔

❀❀ ❀❀

بقیہ:رپورٹ جلسہ سالانہ یو کے ۲۰۰۳ء
از صفحہ نمبر ۱۲

اورنظام خلافت کی حفاظت کے لئے شمشیر برہنہ تھے اورکسی صورت میں اس پرآنچ نہیں آنے دیتے تھے۔ آپ کواللہ تعالیٰ نے غیرمعمولی ذہن رسا عطافرمایا تھا۔ سائنس کاعلم بڑی گہرائی سے حاصل کیا۔آپ ہرعلم کے شناسا اور ہرمیدان کے فتح نصیب جرنیل تھے۔آپ کی کتاب الہام،عقل،علم اورصداقت اس کا زندہ ثبوت ہے آپ کے دل میں شدید خواہش تھی کہ احمدی آثار قدیمہ کاعلم حاصل کرکے اس نقطۂ نظر سے قرآن کریم کی خدمت کریں۔آپ فرماتے تھے کہ اہل مغرب کو تبلیغ کا بہترین گر یہ ہے کہ انہیں نبی پاک ﷺ کی سیرت سے روشناس کروایا جائے آپ کو نبی پاک ﷺ سے شدید محبت تھی۔آپ کے دل میں یہ بھی شدید خواہش تھی کہ احمدیوں کے دل تقویٰ سے معمور ہو جائیں۔

مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت یوکے۔نے اپنی تقریر (بعنوان: اسلام۔امن وآشتی کا مذہب) کرتے ہوئے کہا کہ ۱۱ر ستمبر کے حادثہ کے بعد دنیا میں اسلام کو بہت بری طرح مسخ کر کے پیش کیا جارہا ہے۔گواس جدید دور میں تمام مذاہب کوشش کررہے ہیں کہ ایک دوسرے کے قریب آئیں اوراتحاد و یگانگت پیدا ہو جائے لیکن عمداً اسلام کو اس سے الگ تھلگ رکھا جارہا ہے۔افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جہاد جہاد کے وہ نعرے جومسلم علماء لگاتے رہے ہیں اُسکا بھی اس میں بہت عمل دخل ہے۔اسلام میں حقیقی جہاد روحانی ہے جونفس کی اصلاح کے لئے کیا جاتا ہے۔

مذہب کا مقصد دلوں کو فتح کرنا ہے نہ کہ انسانوں کو غلامی کی زنجیر میں جکڑنا۔اللہ تعالیٰ اسلام میں بزورکسی کے مذہب کوتبدیل کرنے سے منع فرماتا ہے۔حضور پاک ﷺ کوایک وقت میں مدینہ میں کامل اختیار حاصل ہو چکا تھا لیکن ایک فردکوبھی آپ نے بزور حلقہ بگوش اسلام نہ کیا۔یہ وہ حقیقت ہے جسکا ولیم میور سمیت تمام مستشرقین اعتراف کرتے ہیں۔ اسلام مذہبی منافرت کو پسندنہیں فرماتا۔مسلمانوں کے اقتدار کے زمانہ میں دوسرے مذاہب سے تعلق رکھنے والے افرادکو بڑے بڑے دنیوی عہدوں پرفائزکیا جاتا تھا۔تمام مذاہب کو برابر کی مذہبی آزادی حاصل تھی۔خلافت راشدہ کے دور میں دوسرے مذاہب کی عبادت گاہوں کی حفاظت ،مرمت اور دیکھ بھال مرکزی بیت المال سے کی جاتی تھی۔

❀❀ ❀❀

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہرشر سے بچائے۔اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذبک من شرورھم۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEERPARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

اِنّی مُھِینٌ مَن اَرَادَ اِھانَتَكَ
معاند احمدیت مولوی محمد حسین بٹالوی کے نواسے کا انٹرویو

جماعت احمدیہ بیلجیم کے ماہنامہ "السلام" مارچ ۲۰۰۳ء میں مولوی محمد حسین بٹالوی کے نواسے مکرم شیخ محمد سعید صاحب کا ایک انٹرویو پیش کیا گیا ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کے الہام اِنّی مُھِینٌ مَن اَرَادَ اِھانَتَكَ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ (یہ انٹرویو ۱۹۹۰ء میں لندن میں ریکارڈ کیا گیا تھا)۔

مکرم شیخ سعید صاحب بیان کرتے ہیں کہ مولوی محمد حسین صاحب نے چار شادیاں کیں جن سے چھ لڑکے اور پانچ بیٹیاں پیدا ہوئیں جن میں سے ایک امۃ الرؤف میری والدہ تھیں۔ بیٹوں میں دو بڑے عبدالنور اور عبدالشکور تھے جو گھر سے بھاگ کر ممبئی چلے گئے اور وہاں جاکر عیسائی ہوگئے۔ عبدالشکور کے بارہ میں علم نہیں ہوسکا کہ وہ کہاں گئے البتہ عبدالنور نے ایک عیسائی عورت سے شادی کرلی جس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جو انڈین آرمی کا ریٹائرڈ پائلٹ ہے۔

مولوی صاحب کا تیسرا بیٹا اطہر حسین تھا جو چرس، گانجا اور افیون کا شکار ہوگیا اور مزاروں قبروں وغیرہ پر رہنے لگا۔ اُس کے بارہ میں بھی کچھ علم نہیں کہ کہاں گیا اور کیسے مرا۔

ایک لڑکا ابوالاسحاق تھا جو پاگل ہوگیا تھا اور اُس نے ساری زندگی لاہور کے پاگل خانہ میں گزار دی۔ ہجرت کے بعد میری والدہ نے جب بٹالہ کی جائیداد کے کلیم فارم پُر کئے تو کسٹوڈین نے کہا کہ مولوی صاحب کی نرینہ اولاد میں سے کسی کو لے آئیں تو جائیداد کا فیصلہ ہوجائے گا۔ اس پر اُنہیں ابوالاسحاق کا خیال آیا جن سے بیس پچیس سال سے کوئی ملنے بھی نہیں گیا تھا۔ جب میں اپنی والدہ اور بڑے بھائی کے ساتھ پاگل خانہ پہنچا تو میڈیکل سپرنٹنڈنٹ نے کہا کہ وہ خطرناک کیس ہے، اُسے نہ لے جائیں۔ میری والدہ نے اصرار کیا تو اُس نے ابوالاسحاق کو بلایا۔ وہ بڑے نحیف تھے اور والدہ کے بقول بالکل مولوی محمد حسین بٹالوی کی صورت تھے۔ انہوں نے آتے ہی بڑے بھائی کا نام لیا کہ وہ آئے اور مجھے لے جائے۔ انہیں بتایا گیا کہ بھائی بیمار ہیں اور نہیں آسکتے تو کہنے لگے کہ کل آکر مجھے لے جانا۔ اگلے روز ہم گئے تو انہوں نے ایک پوٹلی پکڑی ہوئی تھی اور رام پوری ٹوپی پہنی ہوئی تھی۔ میڈیکل سپرنٹنڈنٹ نے پھر والدہ کو روکا لیکن والدہ کے اصرار پر اُنہیں لے جانے کی اجازت دیدی۔ اُسی وقت ابوالاسحاق نے اِدھر اُدھر ٹکریں مارنی شروع کردیں اور کہنے لگے کہ مَیں خدا، مَیں خدا، مَیں خدا۔ اس پر سپرنٹنڈنٹ نے دوسرے ملازموں کی مدد سے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ اب اسے نہیں جانے دوں گا۔ چنانچہ ہم چلے آئے۔

مولوی محمد حسین صاحب کے ایک بیٹے کا نام شیخ عبدالسلام تھا۔ یہ ملٹری اکاؤنٹس میں ملازم تھے۔ ان کا ایکسیڈنٹ ہوا اور بیساکھی کے سہارے چلا کرتے تھے۔ پھر آنکھوں میں موتیا اُترا تو مَیں ان کی انگلی پکڑ کر گاؤں ۲۳ چک جڑانوالہ لے جایا کرتا تھا جہاں مولوی محمد حسین صاحب کو برطانوی حکومت نے دس مربع زمین دی تھی اور اُن کے کہنے پر میری والدہ اپنے خاندان کے ساتھ اس زمین پر منتقل ہوگئی تھیں۔ گاؤں سے جو پیسے ملتے وہ شیخ عبدالسلام لے آتے۔ مولوی محمد حسین صاحب نے وفات سے پہلے وصیت میں وہ زمین اپنی بیٹیوں اور بعض دوسروں میں تقسیم کردی اور دس ایکڑ انجمن حمایت اسلام کے یتیم خانہ کو دیدی۔ سلام صاحب مجھے ہمراہ لے جاتے اور انجمن والوں سے کہتے کہ مجھے حصہ دو۔ وہ کہتے کہ یہ زمین یتیموں کی ہے۔ عبدالسلام صاحب کہتے کہ مجھ سے بڑا یتیم کون ہے۔ تو اُن کو بھی کچھ نہ کچھ مل جاتا۔ عبدالسلام صاحب کے ایک بیٹے محمد اسلم صاحب اسلامیہ کالج لاہور کے پرنسپل بھی رہے لیکن وہ سگریٹ نوشی اور شراب نوشی حد سے زیادہ کرتے اور اسی وجہ سے اُن کی وفات ہوئی۔

مولوی محمد حسین صاحب کے چھٹے لڑکے احمد حسین تھے۔ ایک عید پر مَیں نے اُنہیں کہا کہ آئیں عید کی نماز پڑھنے چلیں۔ وہ کہنے لگے کہ میرا نمازوں سے دل چل گیا ہے، نہ مَیں خدا کو مانتا ہوں نہ نمازوں کو۔ اُن کے ۳ لڑکے تھے: موعود، سعود اور سعید۔ سعید سب سے بڑا تھا جسے کراچی میں میرے بڑے بھائی نے اُس وقت گرفتار کیا جب وہ فوج میں بریگیڈیئر تھے۔ انہیں اطلاع ملی کہ ایک شخص سعید ٹنڈا ہے جو شراب اور کوکین کا کاروبار کرتا ہے۔ انہوں نے چھاپہ مارا تو سعید گرفتار ہوا جو ہر قسم کی خباثت میں ملوث پایا گیا۔ دوسرا لڑکا سعود انگلینڈ آیا اور پھر اس کا کچھ پتہ نہیں چل سکا۔ تیسرا موعود تھا جس کے خلاف چوریوں کے ۴۵ کیسز تھے۔

مولوی صاحب کی لڑکیوں میں سے بھی کوئی ایسی نہیں جس کی تعریف کی جائے۔ سارا خاندان دین سے دُور ہوگیا۔ بے شمار مصائب، طلاقوں اور موتوں کی صورت میں، نازل ہوئے جو مَیں ابھی ظاہر نہیں کرنا چاہتا۔ اس وقت مولوی صاحب کے دو پڑپوتے لاہور میں رہتے ہیں۔ ایک فاروق ہے جو ہیروئین پیتا ہے اور اس کو چھ ماہ قید کی سزا بھی ہوئی ہے۔ دوسرا اویس ہے جو ہیجڑا ہے۔

مکرم شیخ محمد سعید صاحب نے اپنی قبول احمدیت کے حوالہ سے بیان کیا کہ میرے والد ۱۹۴۴ء میں فوت ہوگئے تھے۔ ۱۹۶۷ء میں ایک دوست سے بات کرنے کے بعد مجھے احمدیت کی سچائی کا علم ہوگیا تھا لیکن مجھ میں احمدیت قبول کرنے کا اعلان کرنے کی جرأت نہیں تھی۔ بیوی بچے بھی تھے، سارا خاندان خلاف ہوجاتا۔

۱۹۶۸ء میں اللہ تعالیٰ نے میرے دعا کرنے پر مجھے احمدیت کی سچائی کا معجزہ بھی دکھادیا۔ لیکن مَیں پھر بھی یہی دعا کرتا رہا کہ اے اللہ! مجھے واضح طور پر بتا۔ ایک روز خواب میں دیکھا کہ مسجد نبوی میں آنحضور ﷺ کے ہمراہ خلفاء راشدین، حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بیٹھے ہیں۔ لیکن جب ۱۹۷۴ء میں جب احمدیوں کے خلاف فساد ہوا اور احمدیوں کے گھروں اور دوکانوں کو جلایا گیا تو میرے دل نے کہا کہ یہ سچوں کے ساتھ ہوتا ہے، جھوٹوں کے ساتھ نہیں۔ اُسی روز مَیں احمدیہ مسجد کی طرف گیا۔ مسجد کا دروازہ بند تھا۔ لیکن مَیں نے وہاں کھڑے ہوکر اقرار کیا کہ اب مَیں بیعت کرلوں گا اور اگلے ہی روز مَیں نے بیعت کرلی۔ ۱۹۷۵ء میں میری والدہ کی وفات ہوئی تو دوستوں کی خواہش کے باوجود مَیں نے جنازہ نہیں پڑھا۔ سارا وقت جنازہ اور قبر کے پاس کھڑا رہا۔ جب تدفین کے بعد ہم واپس آئے تو گھر پہنچتے ہی سب نے مجھ سے کہا کہ اب تمہارا ہمارے ساتھ گزارا نہیں ہوتا، اب تم گھر نہیں آسکتے۔ تو پھر مَیں گھر سے نکل گیا۔

میری والدہ نے ایک بار مجھ سے بیان کیا تھا کہ اباجان (مولوی محمد حسین صاحب) کہتے تھے کہ نبی ہم نے نہیں ماننا، اگر (نعوذ باللہ) مرزا یہ کہتا ہے کہ مَیں مجدد ہوں تو مَیں مان لیتا ہوں۔

مولوی صاحب کی بٹالہ میں جو مسجد ہوا کرتی تھی اُس کے ایک حصہ میں اب چھوٹا سا شراب خانہ بنا ہوا ہے اور دوسرے حصہ میں وہ لوگ سائیکلیں رکھتے ہیں جو گاؤں سے شہر خرید و فروخت کیلئے آتے ہیں۔ مولوی صاحب کی قبر کے آثار نہیں ملتے۔

جماعت احمدیہ ادرحماں کے بزرگ

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۴؍اپریل ۲۰۰۳ء میں جماعت احمدیہ ادرحماں کے بعض بزرگوں کا ذکر خیر کرتے ہوئے مکرم ماسٹر احمد علی صاحب رقمطراز ہیں کہ موضع بھن کے حضرت حکیم مولوی شیر محمد صاحب رانجھہ کو حضرت مسیح موعودؑ نے ۳۱۳ صحابہ خاص میں شمار فرمایا تھا۔ آپؓ اپنے بھائی اور ادرحماں کی مسجد کے امام الصلوٰۃ مولوی نظام الدین صاحب سے ملنے ادرحماں آتے تو دونوں مسجد میں بیٹھ کر گھنٹوں بحث کرتے۔ جب مولوی صاحب کی تسلّی ہوگئی تو انہوں نے احمدیت قبول کرلی اور ساتھ ہی اُن کے مقتدیوں کی ایک کثیر تعداد نے بھی قبول احمدیت کی سعادت حاصل کرلی۔ اگرچہ مولوی صاحبؓ سے قبل ہی آپ کے دونوں بیٹے حضرت مولوی حافظ عبدالعلی صاحبؓ ایڈووکیٹ سرگودھا اور حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ بی۔اے حضورؑ کی بیعت سے مشرف ہوچکے تھے۔

ادرحماں کے بزرگوں میں سے ایک حضرت حسن محمد صاحبؓ تھے جو پارچہ بانی کا کام کرتے تھے۔ آپ کی روح حضرت اقدسؑ کے عشق میں سرشار تھی اور آپ نظام وصیت میں شامل تھے۔ آپ اپنا اڈا گاؤں سے گزرنے والی سڑک کے کنارے لگاتے اور ایک حقہ تازہ کرکے سڑک کے کنارہ رکھ دیتے۔ خود نہیں پیتے تھے بلکہ جب بھی کوئی مسافر حقہ دیکھ کر ستانے کیلئے بیٹھ جاتا تو آپ سارے کام چھوڑ کر اُس کے پاس جاتے اور اُس کا تعارف حاصل کرکے احوال دریافت فرماتے اور پھر اُس کے ہاتھ کسی جاننے والے کو یہ پیغام دیتے کہ امام مہدی کا ظہور ہوچکا ہے...... دعوت الی اللہ کا یہ فریضہ سارا دن پارچہ بانی کے کام کے ساتھ ساتھ جاری رہتا۔

حضرت میاں خدا بخش صاحبؓ نے ۱۹۰۶ء کے قریب احمدیت قبول کی اور نظام وصیت میں بھی شامل ہوئے۔ کپڑے کا کاروبار تھا لیکن ہر وقت پندونصائح میں مصروف دیکھا۔ مرکز سلسلہ سے آنے والے مہمان آپ کے ہاں ٹھہرتے۔ ایک بیٹا خدمت دین کیلئے وقف کردیا جو مدرسہ احمدیہ میں زیرتعلیم تھا جب ڈوب کر فوت ہوگیا۔ آپ کو بچوں اور نوجوانوں کی تربیت کی بہت فکر رہتی۔ وقت سے پہلے مسجد آتے اور بچوں سے اخبار الفضل سنتے اور دعائیں سکھاتے۔

محترم چودھری محمد بخش صاحب گرداور قانونگو کا شمار تابعین میں ہوتا ہے لیکن آپ کی نیکی، پارسائی اور انکساری علاقہ بھر میں مشہور تھی اور ہر چھوٹا بڑا آپ کے گُن گاتا تھا۔ اُس دَور میں یہ عہدہ خال خال افراد کو حاصل تھا۔

محترم چودھری اللہ دین صاحب نے اگرچہ صرف چھٹی تک تعلیم پائی تھی لیکن آپ کی خدمت خلق اور صفات حسنہ سے قرب و جوار کے لوگ متأثر تھے۔ آپ نے کئی مالکان اراضی کی زمینیں واپس دلوائیں جو محکمہ مال کے اہلکاروں نے خرد برد کردی تھیں یا ہندو مہاجنوں کے تصرف میں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑھاپے میں بیٹے سے نوازا جو زندگی وقف ہے۔

محترم محمد الدین عادل صاحب دعوت الی اللہ کے جذبہ سے سرشار تھے۔ میٹرک پاس اور ادرحماں کے قائد خدام الاحمدیہ تھے۔ صداقت مسیح موعودؑ کے دلائل پنجابی نظم کی صورت میں طبع کروائے جو بہت مقبول ہوئے۔ تہجد گزار تھے اور مسجد میں ایسا دل اٹکا ہوا تھا کہ ہم نے آپکو ہمیشہ مسجد سے نکلتے یا مسجد میں جاتے ہی دیکھا، اپنے دوسرے کام پتہ نہیں کب کرتے تھے۔ خدام کو لے کر ایک بہت بڑا بند تعمیر کیا تاکہ ادرحماں کو سیم کے پانی سے بچایا جاسکے۔

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@hotmail.com

Vol. 10 | Friday, September 12, 2003 | Issue No. 37

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے دورِ خلافت کے پہلے جلسہ سالانہ کا اپنی شاندار روایات کے ساتھ عظیم الشان اور بابرکت انعقاد۔

گذشتہ سال کے مقابلہ میں ۶۰۰۰ ہزار شرکاء کا اضافہ ۔حضور انور کے روح پرور خطابات۔ عزت مآب وزیر اعظم برطانیہ جناب ٹونی بلئیر اور لبرل ڈیموکریٹ پارٹی کے لیڈر جناب چارلز کینیڈی کے ذاتی پیغاماتِ خیر سگالی۔غانا کے صدر عزت مآب جان اگیے کُم کوفور کا محبت بھرا پیغام۔

متعدد معززین۔میئرز۔ممبرز آف پارلیمنٹ۔ممبرز آف یورپین پارلیمنٹ کی شرکت۔

علماء سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خطابات ۔عالمی بیعت ،۹۸ ممالک میں ۹ لاکھ کے قریب نئی بیعتیں۔

(رپورٹ : لئیق احمد طاہر ۔ناظم رپورٹنگ جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۰۰۳ء)

دوسری اور آخری قسط

معززین کے خطابات

جلسہ سالانہ کے تین دنوں میں مختلف اجلاسوں میں گیارہ (۱۱) سیاسی سرکردہ افراد نے اپنے خطابات سے نوازا ۔ان میں جناب ایڈ ورڈ ڈیویز ممبر آف پارلیمنٹ کنگسٹن ۔یو کے۔جناب کولمبا بلانگو میئر آف سَدک۔محترمہ سُو ڈوہٹی ممبر آف برائے گلفورڈ ،محترمہ کیرل کوک برن میئر آف فارن ھام، جناب ٹونی کول مین ممبر آف پارلیمنٹ برائے پٹنی، جناب رچرڈ ٹیری میئر آف ویورلی، عزت مآب جان بووِس ممبر آف یورپیئن پارلیمنٹ ازلنڈن، کونسلر رابرٹ لینڈر یو میئر آف سَٹن ،محترمہ ڈاکٹر اَین لی۔پی پی سی از ووکنگ، محترمہ بیرونیس سارا لڈ فرڈ ممبر آف یورپین پارلیمنٹ اور مسز سُوزن کریمر۔

ان تمام معززین اور سرکردہ سیاستدانوں نے اس بات پر اپنی خوشی کا اظہار کیا کہ انہیں اس عظیم الشّان کانفرنس میں شرکت کی توفیق ملی ہے۔کئی ایک نے اظہار کیا کہ اتنے بڑے جلسہ میں یہ اُن کا زندگی کا پہلا خطاب ہے۔ ہر ایک نے جماعت احمدیہ کی امن وامان کی تعلیم اور پرامن نمونہ کی تعریف کی اور خواہش ظاہر کی کہ خدا کرے تمام مذاہب اور دیگر تمام مسلمان جماعت احمدیہ کی تقلید کریں تا ہمارا معاشرہ جنت کا گہوارہ بن جائے ہمیں ایک دوسرے کو برداشت کرنا چاہیئے ۔ایک دوسرے کے عقیدہ اور مذہب کا احترام کرنا چاہیئے۔بعض نے اسلام آباد میں نمائش دیکھنے کے بعد اس امر کی تعریف کی کہ جہاد کے اہم مسئلہ کی جس طرح نہایت عمدہ رنگ میں تشریح کی گئی ہے وہ بہت جاذب نظر اور خوش کُن ہے۔

کم وبیش ہر ایک نے حاضرین جلسہ میں اتنی بڑی تعداد میں قومیتوں کے اجتماع اور باہم محبت اور دلی بھائی چارہ کی فضا دیکھ کر دلی اظہار مسرت کیا ۔کہ یہ امت واحدہ کا ایک حسین منظر ہے۔ یہاں نہ افریقی میں فرق کیا جاتق ہے نہ امریکی میں نہ غرب میں نہ عرب میں نہ غیر عرب میں ،سب بھائی بھائی اور برابری اور مساوات کے جذبہ کے ساتھ ایک دوسرے کے لئے بچھے جا رہے ہیں ۔بعض نے اظہار کیا کہ جماعت احمدیہ۔ برطانوی لوگوں کو متحد کر رہی ہے۔ان کی پرامن تعلیم سے مقامی لوگوں کے دلوں میں اسلام سے موانست بڑھ رہی ہے ۔(مختلف نمائندگان کے پیغامات کی قدرے تفصیل الفضل کی آئندہ اشاعتوں میں پیش کی جائے گی)

علمائے سلسلہ کے خطابات

خاکسار لئیق احمد طاہر مبلغ سلسلہ برطانیہ نے اپنی تقریر (بعنوان : سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کا اسلوب جہاد) میں بتایا کہ جہاد کا مضمون صرف جہاد بالسیف تک محدود نہیں ہوسکتا کیونکہ نبی پاک ﷺ نے اسے جہاد اصغر قرار دیا ہے۔مومن کی ساری زندگی اور اس کی روحانی ترقی سعیٔ مسلسل اور انتھک محنت کی مرہون منت ہے۔نبی پاک ﷺ کا جہاد بچپن سے شروع ہوا۔ غار حرا میں اپنی انتہائی ارفع شان میں جاری رہا اور اس وقت اپنی انتہاء کو پہنچا جب آپؐ فی الرفیق الاعلیٰ فی الرفیق الاعلیٰ کہتے ہوئے خدا تعالیٰ کے حضور پہنچ گئے ۔ جہاد بالسیف تاریخ اسلام اور سنّت نبوی کی رُو سے صرف ۱۲۶ دن جاری رہا اور اس جہاد کی خاطر نبی پاک ﷺ نے اور آپ کے مختلف صحابہ نے غزوات اور سرایا کے لئے ۲۹۰ دن تک سفر کیا ۔گویا نبی پاک ﷺ کی ۶۳ سالہ زندگی یعنی ۲۲۶۸۰ دنوں میں یہ جہاد صرف ۴۱۶ دن جاری رہا اس لئے بادیٔ النظر میں بھی یہ جہاد بالسیف جہاد اصغر ہی قرار دیا جا سکتا ہے ۔حضرت مسیح موعودؑ نے خونی مہدی و مسیح کے تصور کی قرآن وسنّت اور حدیث کی رو سے پُر زور تردید فرمائی ہے۔آپ نے فرمایا کہ معمولی عقل بھی یہ عقیدہ تسلیم کرنے کے لئے آمادہ نہیں کہ کوئی ماموراور مہدی بغیر اتمام حجت کے آتے ہی مار دھاڑ اور قتل و غارت گری شروع کر دے ۔یہ مہدی ہی کیا ہوا یہ تو سراسر خونی مفسد ہوا۔اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے اس موضوع پر روشنی ڈالی۔

مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل ۔لندن نے اپنی تقریر (بعنوان : احمدیت نے دنیا کو کیا دیا؟) میں کہا کہ احمدیت نے دنیا کو ہر وہ چیز دی جس کی اُسے ضرورت تھی ۔وہ دین اسلام جو نبی کریم ﷺ پہ نازل ہوا اور پاک نمونہ جو نبی پاک ﷺ نے امت کے لئے چھوڑا اُسی میں ہمارے تمام دکھوں اور تکلیفوں کا علاج ہے ۔احمدیت نے اسی دین کو از سر نو زندہ کیا۔

محترم امام صاحب نے اپنی تقریر میں مزید بیان کیا کہ احمدیت نے دنیا کو ایک زندہ خدا سے روشناس کروایا۔ ہمارے عہد میں قبولیت دعا بھی ایک قصّہٴ پارینہ قرار دی جاتی تھی لیکن قادیان سے ایک آواز بلند ہوئی جس نے یہ بشارت دی کہ ہمارا خدا ایک زندہ خدا ہے ۔اس کی تمام صفات ازلی و ابدی ہیں ۔حضرت بانیٔ سلسلہ نے فرمایا کہ وہ خدا جو سابقہ انبیاء سے ہمکلام ہوا کرتا تھا وہی مجھ پہ بھی ظاہر ہوا ہے اور مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے اور یہ صرف نبی پاک ﷺ کے فیض اور اسلام کی برکت کا نشان ہے۔

آپ نے مزید کہا کہ احمدیت دنیا کو خلافت اور روحانی امام (خلیفہ) کی نعمت دی ۔جس کے نتیجہ میں انتہائی مشکلات اور آزمائشوں کے باوجود کاروان احمدیت تیزی سے ترقی کی منازل طے کر رہا ہے۔احمدیت نے عیسائیت کے غلط عقائد کا بطلان ثابت کیا۔ جہاد ،توحید اور ختم نبوت کے عقائد سے متعلق مسلمانوں کے عقائد کی اصلاح کی ۔احمدیت نے نئی روح اور نئے دل پیدا کئے جو ہمیشہ اپنا وقت ،مال اور زندگی کو تبلیغ اسلام کے لئے قربان کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

مکرم حافظ مظفر احمد صاحب نے ’’آنحضرت ﷺ کا عجز وانکسار‘‘ کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے متعدد احادیث اور واقعات کی روشنی میں نبی پاک ﷺ کی سیرت کے اس درخشندہ پہلو پہ روشنی ڈالی ۔ایک کمزور، کم ہمت اور نالائق انسان اگر عاجزی اختیار کرے تو یہ چنداں خُلق عظیم نہیں ۔ہاں سیّد ولد آدم ،شرف ومعراجِ انسانیت ،سارے نبیوں کے سرتاج اور ہر ایک خلق کریم سے مرصع ہمارے سیّد و مولیٰ ﷺ کا عاجزی وانکساری اختیار کرنا کچھ اور ہی شان رکھتا ہے ۔آپ نے ایسے عجز وانکسار کا مظاہرہ فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے خوش ہو کر آپ کو مقام محمود سے سر فراز فرما دیا۔ نبی پاک ﷺ نے ایک بار فرمایا کہ کوئی شخص محض اپنے اعمال کی وجہ سے جنت میں داخل نہیں ہوگا۔کسی نے پوچھا کہ کیا آپ بھی فرمایا ہاں میں بھی۔

آپؐ اپنی بیویوں کا ہاتھ بٹایا کرتے تھے، بکریوں کا دودھ دوھ لیتے ،بیت المال کے اونٹوں کا خیال رکھتے ،اپنے صحابہ کے ساتھ ہر مشکل سے مشکل کام میں برابر کے شریک ہوتے ،مہمانوں کی خدمت فرماتے ۔اپؐ میں فخر یا تکبر کا شائبہ تک نہ تھا۔فتح مکہ اس کی بہترین مثال ہے۔وہ دن جبکہ سارا شہر آپ کے سامنے حاضر تھا اور ایک ایک انسان اسی فکر میں تھا کہ نہ جانے آپ کس جلال اور جبروت کے ساتھ شہر میں داخل ہو کر اپنے جانی دشمنوں سے کیا سلوک فرماتے ہیں ۔اُس فتح مبین کے وقت نبی پاک ﷺ کا سر مبارک جھکتے جھکتے سواری کی پالان کو چھو رہا تھا۔

مکرم عبد الغنی جہانگیر صاحب انچارج مرکزی فرنچ ڈیسک ۔نے اپنی تقریر ’’سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ‘‘ میں بیان کیا کہ حضورؒ کا ایک نمایاں وصف یہ تھا کہ آپ کو یہ کامل یقین تھا کہ آپ جو کرتے یا کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی کامل تائید ونصرت اُسے حاصل ہے ۔آپ کو خدا تعالیٰ نے غیر معمولی ذہانت سے نوازا تھا۔ غیر زبانیں سیکھنے سکھانے کا شدید جذبہ آپ میں پایا جاتا تھا کیونکہ اس طرح آپ ان پروگراموں کے ذریعہ جماعت کے ایک وسیع حلقہ تک رسائی اختیار کر سکتے تھے۔آپ بے حد رحیم وکریم انسان تھے۔آپ کی شفقت کا دائرہ انسانوں ، جانوروں حتیٰ کہ پودوں تک محیط تھا۔

آپ میں عاجزی بھی انتہا کی تھی ۔آپ کبھی کسی شخص سے شکریہ کے متمنّی نہیں ہوتے تھے۔آپ انتہائی عظمت وشان کے باوجود عام لوگوں کی سطح (Level) تک نیچے اتر آتے اور ان کے ساتھ گھل مل جاتے تھے۔بچوں سے بچوں کی سطح پر آ کر ملتے اور ان کے ساتھ باتیں کرتے اور ان کا دل موہ لیتے تھے۔اور اس کے ساتھ ہی آپ بڑی صفائی کے ساتھ اپنی غلطیوں کا اعتراف بھی کھلے دل کے ساتھ انتہائی صداقت کے ساتھ فرما لیتے تھے۔نظام جماعت

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّ قْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔